اصول الدعوۃ والارشاد

سوالا و جوابا

مدرس:::

سینئر مدرس مولانا غضنفر مدنی دامت برکاتہم العالیہ

محمد صائم عطاری

درجہ سادسہ

مرکزی جامعۃ المدینہ گجرات

عرض کاتب!!!

اس فائل میں آپ کو اصول الدعوۃ کا 70 فیصد سے زیادہ نصاب سوالا جوابا مل جائے گا۔۔۔۔۔

اگر آپ مندرجہ ذیل کتب کے ہمارے لکھے نوٹس چاہتے ہیں تو نیچے دیے گئے نمبر پہ رابطہ فرمائیں۔۔۔۔۔

(1)شرح وقایہ((ششماہی ثانی))(2)حسامی((باب القیاس))(3)تیسیر مصطلح الحدیث(4)القصائد المنتخبہ(5)فقہ السیرہ(6)فتح المنان(7)تفسیر بیضاوی((ششماہی اول))(8)ہدایہ((ششماہی اول،، ششماہی ثانی))(9)النور المبین(10)مناظرہ رشیدیہ(11)اجابۃ الغوث(12)اصول الدعوۃ والارشاد (13)العربیہ للطالبین((المستوی الرابع))(14)منہاج العابدین(15)الفقہ الاکبر مکمل(16)الھدایۃ الحکمۃ

مدرس::: سینئر مدرس مولانا غضنفر مدنی دامت برکاتہم العالیہ

🌹 🖋 محمد صائم عطاری ✒🌹

درجہ سادسہ

مرکزی جامعۃ المدینہ گجرات

03238599095

((پہلا حصہ))

((علم الدعوۃ کے ارکان کے بارے میں))

سوال::: """انسان حقائق لطیفہ کا مجموعہ ہے"""اس عبارت کا مطلب واضح کریں۔۔۔۔۔۔

جواب::: انسان کل کائنات کے حقائق لطیفہ کا مجموعہ ہے،،یعنی اللہ پاک نے انسان کو اشرف المخلوقات اور مخدوم المخلوقات بنایا۔۔۔ جس طرح جسمانیت، حیوانیت اور ملکیت انسان کے ارد گرد گھومتی ہے اسی طرح ان کی تمام ضروریات کا محور بھی انسان ہی ہے،،اسی وجہ سے انسان کو حقائق لطیفہ کا مجموعہ کہا گیا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: ایمان کے لیے عقل کے کردار پہ امام اعظم کے قول سے آپ نے کیا سمجھا؟؟؟

جواب::: امام اعظم فرماتے ہیں:::

اگر اللہ کوئی رسول نہ بھیجتا تب بھی عقل والوں پہ اپنی عقل کے ذریعے اللہ پاک کی معرفت حاصل کرنا واجب ہوتی۔۔۔۔۔

ہمیں اس قول سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے انسان کو صلاحیت عطا کی ہے جس کی وجہ سے وہ اچھائی اور برائی کو پہچاننے کی طاقت رکھتا ہے،،اس صلاحیت کو استعمال کرتے ہوئے انسان گمراہی کا راستہ چھوڑ کر حق کا راستہ اختیار کر سکتا ہے اور عقل سلیم ہونے کے باوجود اگر انسان حق کا راستہ اختیار نہیں کرتا تو عذاب جہنم کا حقدار ٹھہرے گا۔۔۔۔۔

سوال::: اللہ پاک نے انبیاء کرام علیہم السلام کو کیوں مبعوث فرمایا؟؟؟

جواب::: اللہ پاک نے انسان کو عقل سلیم عطا کی لیکن اس کے باوجود اس کی رہنمائی کے لیے انبیاء کرام کو بھیجا تا کہ یہ حجت تمام ہو جائے کہ انسان کی ہدایت کا مکمل انتظام اللہ پاک کی طرف سے کر دیا گیا تھا،،اور یہ اللہ پاک کا انسان پہ بہت بڑا احسان ہے۔۔۔۔۔

چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:::

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَۚ۔۔۔۔

ترجمہ کنزالعرفان::: اور بیشک ہر امت میں ہم نے ایک رسول بھیجا کہ (اے لوگو!) اللہ کی عبادت کرو اور شیطان سے بچو۔۔۔۔

سوال::: ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا،، اس میں کیا حکمت پوشیدہ ہے؟؟؟

جواب::: اس میں کئی حکمتیں ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا دین اور ایسی شریعت عطا فرمائی جس سے ہر شعبے کا بندہ رہنمائی لے سکتا ہے اور قیامت تک آنے والے تمام لوگ اس دین سے اپنی ضروریات پوری کر سکتے ہیں،، پس جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیا جانے والا دین ہر لحاظ سے لوگوں کے لیے کافی ہے تو اب کسی نئے نبی یا نئی شریعت کی ضرورت نہ رہی۔۔۔۔۔

سوال::: حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نیکی کی دعوت کی ذمہ داری کس کے سپرد ہوئی؟؟؟

جواب::: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ پاک کے آخری نبی ہیں اب کوئی اور نبی تشریف نہیں لائیں گے لہذا نیکی کی دعوت کی ذمہ داری امت محمدیہ کے سپرد ہے۔۔۔۔۔

سوال::: علم الدعوۃ کی تعریف، موضوع، غرض و غایت اور ارکان لکھیے۔۔۔۔

جواب:::

علم الدعوۃ کی تعریف::: علم دعوت وہ علم ہے جس میں دین اسلام کی طرف بلانے، بھلائی کرنے پر ابھارنے اور برائی سے بچنے، اچھائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے، فضائل سے محبت اور برے اخلاق سے نفرت پیدا کرنے، حق کی اتباع اور باطل سے دوری اختیار کرنے کے طرزِ عمل، آداب، طریقوں اور اسلوب و مناہج کی پہچان ہو۔۔۔۔۔۔

موضوع::: تمام انسان اور جنات اس حیثیت سے مکلف ہیں کہ انہیں دعوت دی جائے،، تمام مومنین اس حیثیت سے مکلف ہیں کہ وہ دعوت دینے والے ہوں،، اور دین اس حیثیت سے کہ اس کی دعوت دی جائے۔۔۔۔

علم الدعوۃ کی غرض وغایت::: انفرادی واجتماعی زندگی کو اسلامی نظام کے مطابق ڈھالنا اور دنیا و آخرت کی سعادتوں سے بہرہ مند ہونا۔۔۔۔

ارکان::: علم دعوت کے چار ارکان ہیں:::

(1) دعوت (2) داعی و مبلغ (3) مدعو (4) مدعو الیہ

سوال::: علم الدعوۃ اور نیکی کی دعوت میں کیا فرق ہے ؟؟؟

جواب::: نیکی کی دعوت کا مطلب ہے لوگوں تک اسلامی تعلیمات پہنچانا اور لوگوں کو اسلام پہ عمل کرنے کے لیے ابھارنا جبکہ علم الدعوۃ وہ علم ہے جس میں یہ سیکھا جاتا ہے کہ لوگوں کو کس طرح اسلام کی طرف بلانا ہے ؟؟؟

سوال::: نیکی کی دعوت کے کتنے اور کونسے مقاصد ہیں ؟؟؟ مختصرا بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: نیکی کی دعوت کے چند مقاصد درج ذیل ہیں:::

(1)بیان حق اور بلاغ مبین:::

دعوت کا ایک اہم مقصد حق کو واضح کرنا اور احکامات الٰہیہ کو صاف صاف پہنچا دینا۔۔۔۔۔

اللہ پاک کا فرمان ہے:::

یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ

ترجمہ کنزالعرفان:::

اے رسول! جو کچھ آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا اس کی تبلیغ فرمادیں۔۔۔۔

(2)اللہ کے دین کا نفاذ:::

روئے زمین پہ اللہ کے دین کو قائم کرنا نیکی کی دعوت کا اہم ہدف ہے،، اللہ پاک کا فرمان ہے:::

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۪- وَ لَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰى لَهُمْ

ترجمہ کنزالعرفان:::

اللہ نے تم میں سے ایمان والوں اور اچھے اعمال کرنے والوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ ضرور ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا جیسی ان سے پہلوں کو خلافت دی ہے اور ضرور ضرور ان کے لیے اِن کے اُس دین کو جما دے گا جو ان کے لیے پسند فرمایا ہے۔۔۔۔۔

(3)دلوں کی اصلاح اور پاکیزگی:::

نیکی کی دعوت کا ایک مقصد لوگوں کی اصلاح اور ان کے دلوں کو صاف کرنا ہے لہذا مبلغ کو چاہیے کہ وہ لوگوں کے افکار و نظریات اور قلب و روح کی اصلاح پہ بھرپور توجہ دے۔۔۔۔۔۔۔

اس حوالے سے اللہ پاک کا فرمان ہے:::

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ

ترجمہ کنزالعرفان:::

وہی ہے جس نے اَن پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اللہ کی آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتا ہے۔۔۔۔۔

(4) معرفت خداوندی اور احکام الٰہیہ:::

نیکی کی دعوت کا ایک اہم مقصد یہ ہے کہ بندوں کو ان کی پیدائش کا مقصد سمجھایا جائے اور انہیں اللہ پاک کی پہچان کروائی جائے اور اس کے حقوق سے آگاہ کیا جائے۔۔۔۔

چنانچہ فرمان باری تعالٰی ہے:::

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ

ترجمہ کنزالعرفان:::

اور میں نے جن اور آدمی اسی لئے بنائے کہ میری عبادت کریں۔۔۔۔۔

(5) امر بالمعروف و نہی عن المنکر:::

نیکی کی دعوت کا ایک مقصد لوگوں کو سیدھے راستے پہ چلانا اور ان کے دلوں میں برائی کی نفرت ڈالنا ہے۔۔۔۔اس حوالے سے اللہ پاک نے فرمایا:::

كُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

ترجمہ کنزالعرفان:::

(اے مسلمانو!) تم بہترین امت ہو جو لوگوں (کی ہدایت) کے لئے ظاہر کی گئی، تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔۔۔۔۔

سوال::: اس فصل میں آپ نے کیا سیکھا؟؟؟ دس جملوں میں وضاحت کریں۔۔۔۔۔

جواب:::

(1) ہم نے لفظ"" دعوت"" کی لغوی تحقیق سیکھی۔۔۔۔

(2) دعوت کا اصطلاحی معنی سیکھا۔۔۔۔۔

(3) کسی بھی کام میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے پہلے اس کے مقاصد کی تعیین کی جائے۔۔۔۔۔

(4) ہدف کا تعین کیے بغیر کسی کام کے لیے کوشش کرنا فضول ہے۔۔۔۔

(5) اللہ پاک کے احکامات کو لوگوں تک پہنچانا چاہیے۔۔۔۔

(6) زمین پہ اللہ کے دین کو قائم کرنے کے لیے کوشش کی جائے۔۔۔۔

(7) لوگوں کے افکار اور عقائد و نظریات کو درست کیا جائے۔۔۔۔۔

(8) لوگوں کو ان کی پیدائش کا مقصد سمجھایا جائے اور اللہ پاک کی عبادت کی طرف بلایا جائے۔۔۔۔۔

(9) زیادہ سے زیادہ اللہ پاک کی عبادت کی جائے۔۔۔۔۔

(10) لوگوں کو نیکی کی دعوت دی جائے اور برائی سے نفرت دلائی جائے۔۔۔۔۔۔

((دوسری فصل،، داعی و مبلغ))

سوال::: علم الدعوۃ کا دوسرا رکن کون سا ہے؟؟؟

جواب::: علم الدعوۃ کا دوسرا رکن داعی و مبلغ ہے،، یہ اس علم کا اہم ترین حصہ ہے کیونکہ اس میں مخاطب اور متعلم یہی داعی ہوتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: داعی کی تعریف کریں۔۔۔۔

جواب::: وہ صاحب ایمان شخص جو اپنی عقل کا استعمال کرتے ہوئے دین اسلام کی طرف بلائے اور اس کی تعلیمات اور خوبیوں کی طرف رہنمائی کرے۔۔۔۔۔

سوال::: داعی کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں؟؟؟

جواب:::

بنیادی طور پر داعی کو چار اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔۔۔

(1)انبیائے کرام:::

انبیاء کرام علیہم السلام دلائل اور معجزات کے ذریعے کفار کو تبلیغ کرتے ہیں اور ضرورت پڑنے پر کفار کی سرکشی ختم کرنے کے لیے تلوار بھی استعمال کرتے ہیں۔۔۔۔۔

(2)علمائے کرام:::

علماء کرام عقلی و نقلی دلائل کے ذریعے لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے ہیں۔۔۔۔

(3)امراء اور حکمران:::

یہ کفار کی سرکشی ختم کرنے کے لیے تلواروں کے ذریعے جہاد کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ اللہ کے دین میں داخل ہو جائیں۔۔۔۔۔۔

(4)مؤذن:::

یہ اپنی دعوت کے ذریعے لوگوں کو نماز کی طرف بلاتا ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: ایک داعی میں کون کون سے اوصاف ہونے چاہییں؟؟؟

جواب::: اگر داعی و مبلغ یہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کی بات مانیں اور اس کی بات میں تاثیر پیدا ہو تو اسے چاہیے درج ذیل اوصاف اپنے اندر پیدا کرے::: مردم شناسی، علم پہ عمل، خوش اخلاقی، لوگوں کے عیوب کی حفاظت کرنا، بلا تفریق سب کو نیکی کی دعوت دینا، لوگوں کی عقلوں کے مطابق کلام کرنا، امت کی غم خواری، علماء کا ادب، ذہانت و فطانت ہونا، دین کا فہم ہونا، دین میں امانت داری، دعوت کے طریقے سے واقفیت، بہادری، حاضر جوابی، قرآن و حدیث کی اتباع۔۔۔۔

سوال::: داعی و مبلغ کی تعریف میں """ قوت فکریہ """ کی قید سے مصنف کس طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں؟؟؟

جواب::: مصنف کہنا چاہ رہے ہیں کہ مبلغ کو چاہیے اپنی عقل کا استعمال کرتے ہوئے تبلیغ کرے، اس میں افراط و تفریط سے کام نہ لے یعنی جہاں عقل کو استعمال کرنا چاہیے وہاں استعمال کرے اور جہاں استعمال کرنے کا کوئی فائدہ نہیں وہاں سے پرہیز کرے۔۔۔۔۔

عقلی دلائل سے لوگوں کو دین کی طرف لائے،، اپنی عقل کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں دین کی محبت پیدا کر دے۔۔۔۔۔

سوال::: مختلف داعیان دین کا ذریعہ دعوت بیان کریں۔۔۔۔

جواب:: انبیاء کرام علیہم السلام معجزات اور جہاد کے ذریعے دعوت دیا کرتے تھے،، علماء کرام کے پاس مساجد کے منبر ہیں وہ وہاں سے لوگوں کو اپنے بیانات اور تقاریر کے ذریعے دعوت دیتے ہیں،، بادشاہ اور حکمران طبقہ تلواروں کے ذریعے جہاد کرتے ہیں اور لوگوں کو دین کی طرف راغب کرتے ہیں۔۔۔۔

آج کے جدید دور میں داعیان نئے نئے طریقوں سے دعوت دین کو پوری دنیا میں پہنچا رہے ہیں ان میں سر فہرست سوشل میڈیا یعنی فیس بک، یوٹیوب وغیرہ اور چینلز شامل ہیں۔۔۔ آج کے زمانے میں دعوت کو پوری دنیا میں پہنچانا کوئی مشکل کام نہیں،، داعیان اسلام ٹیکنالوجی کا استعمال کرتے ہوئے پوری دنیا کے کفار تک محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین پہنچا رہے ہیں۔۔۔۔۔

سوال::: مبلغ کے کوئی سے تین اوصاف پہ اپنی رائے کا اظہار کریں۔۔۔

جواب:::

(1) اپنے علم پہ عمل:::

مبلغ کو چاہیے کہ پہلے پہل علم حاصل کرے کیونکہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پہ فرض ہے اور علم ہی وہ خوبی ہے جس کی وجہ سے انسان کو اشرف المخلوقات کہا گیا،، علم حاصل کرنے کے بعد اس پہ عمل بھی کرنا چاہیے کیونکہ قرآن کریم میں اللہ پاک نے علم پہ عمل کرنے کا حکم دیا۔۔۔ اس حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے """ جو عالم لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتا ہے اور اپنے آپ کو بھول جاتا ہے اس کی مثال اس چراغ جیسی ہے جو لوگوں کو روشنی تو دیتا ہے لیکن خود کو جلاتا ہے۔۔۔۔۔

پس مبلغ کو چاہیے کہ اپنے علم پہ عمل کرے تاکہ لوگ اس کا عمل دیکھ کر دین کی طرف راغب ہونا شروع کردیں۔۔۔۔

(2) اخلاص:::

اخلاص دین اسلام کی اساس و بنیاد ہے۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اخلاص کا پابند بنایا ہے کوئی عمل خواہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اس کو ادا کرنے والا کس قدر قربانی کیوں نہ پیش کرے اگر اس میں اخلاص نہ ہو تو وہ مردود ہوتا ہے اس لیے مبلغ کو چاہیے کہ اپنا ہر کام اللہ کی رضا کے لیے کرے کسی دوسرے کی رضا اس میں شامل نہ ہونے دے۔۔۔ مبلغ کو اس حدیث نبوی کا مطالعہ کرنا چاہیے جس میں ان تین بدنصیب اشخاص کا تذکرہ کیا گیا ہے جن کے ساتھ آتش جہنم کو بھڑکایا جائے گا (العیاذ باللہ) وہ قاری قرآن، سخی اور مجاہد ہوں گے جنھوں نے اپنی جان و مال اور وقت کی قربانی پیش کی ہو گی جو انسان کا سب سے قیمتی سرمایہ ہوتا ہے لیکن ان تینوں کی نیکیاں عدم اخلاص کی وجہ سے قبول نہ ہوں گی۔۔۔۔۔

(3) مردم شناسی:::

داعی کے پاس مردم شناسی کا ملکہ ہونا چاہیے اسے پتا ہونا چاہیے کہ کس وقت کیا بات کرنی ہے اور کس وقت کس بات سے رکنا ہے؟؟؟ اگر داعی بے موقع باتیں کرتا رہے گا تو لوگ اس سے بیزار ہو جائیں گے اور اگر یہ اس کی عادت بن گئی تو ایک وقت آئے گا لوگ نہ صرف اس سے بیزار ہوں گے بلکہ متنفر ہو جائیں گے۔۔۔ جس طبقے سے بات کرنی ہو پہلے اس کی علمی استعداد کو جانچ لے اور اسی حساب سے ان کو دعوت دے یوں دعوت زیادہ مؤثر ہو گی۔۔۔۔۔

((تیسری فصل))

((مدعو))

سوال::: علم الدعوۃ کا تیسرا رکن کون سا ہے؟؟؟

جواب::: علم الدعوۃ کا تیسرا رکن ""مدعو"" ہے۔۔۔۔۔

سوال::: مدعو کی تعریف کریں۔۔۔۔۔

جواب::: وہ شخص جسے دین اسلام کی طرف بلایا جائے اور اس کی تعلیمات پہ عمل کرنے کی دعوت دی جائے تاکہ وہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکے۔۔۔۔۔

سوال::: کتاب ""اصول الدعوۃ والارشاد"" میں مدعوین کی کتنی اور کون سی اقسام بیان کی گئی ہیں؟؟؟ صرف نام لکھیں۔۔۔۔

جواب:::

بنیادی طور پر دو طرح کے مدعوین ہوتے ہیں:::

(1)موافقین

(2)مخالفین

موافقین کی آگے مزید چار اقسام ہیں:::

(1)سابقین(2)متبعین(3)ضعفاء(4)منافقین

مخالفین کی آگے مزید تین اقسام ہیں:::

(1)معاندین(2)منتظرین(3)غافلین

سوال::: موافقین کی چاروں اقسام کو تفصیلا بیان کریں کہ کس طرح ان کو پہچانا جا سکتا ہے اور مبلغ کو کس طرح ان کی تربیت کرنی چاہیے؟؟؟

جواب:::

موافقین کی تعریف:::

نیکی کی دعوت قبول کرنے والے لوگ مختلف مزاجوں کے ہوتے ہیں،، کوئی فورا دعوت قبول کرلیتا ہے جبکہ کسی پہ تھوڑی سی محنت کرنا پڑتی ہے۔۔۔وہ تمام لوگ جو نیکی کی دعوت قبول کرتے ہیں انہیں موافقین کہا جاتا ہے اگرچہ وہ کسی بھی درجے کے ہوں۔۔۔

موافقین کی چاروں اقسام مع تفصیل درج ذیل ہیں:::

(1)سابقین:::

سابقین عقل سلیم رکھنے والے وہ لوگ ہوتے ہیں جو دنیا کے ظاہر سے متاثر نہیں ہوتے بلکہ عقل وفطرت کے باطنی اشارات کے روشنی میں درست سمت متعین نہ ہونے پر کشمکش کا شکار رہتے ہیں اور جیسے ہی حق کی دعوت بلند ہوا سے قبول کر لیتے ہیں۔۔۔

سابقین کے اوصاف:::

ملامت کرنے والوں کی پرواہ نہیں کرتے۔۔۔

عقل وفطرت کے موافق چیزوں کو قبول کرتے ہیں۔۔

حق قبول کرنے کے بعد اس کی مدد کے لیے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔۔۔

دینی حمیت اور ایمانی غیرت کے ان کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے جس کی وجہ سے باتوں کی بجائے عملی خدمات کو ترجیح دیتے ہیں۔۔۔

بااخلاق وباکردار زندگی گزارتے ہیں اور برائیوں سے دور رہ کر ان کو ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔۔۔۔

سابقین کی تربیت:::

مبلغ کو چاہیے کہ ان کی تربیت کرے اور انہیں اسلامی احکامات سے آگاہ کرے۔۔۔

اپنی ذات کو قابل اتباع بنانے کی بجائے ان کو یہ باور کروائے کہ حقیقی طور پر قابل اتباع ذات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔۔۔

زمانے کے فتنوں کے پیش نظر مثبت لہجے میں تربیت کرے۔۔۔

سابقین میں چونکہ قائدانہ صلاحیت ہوتی ہے لہذاان کو اپنے مشن کا حصہ بنائے۔۔۔۔

(2)متبعین:::

یہ لوگ فہم وفراست میں سابقین سے کم ہوتے ہیں البتہ معاشرے کی برائیوں سے یہ بھی پریشان ہوتے ہیں اور جب سابقین کو حق قبول کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو یہ بھی اسے قبول کر لیتے ہیں۔۔۔

متبعین کے اوصاف:::

اگرچہ انہوں نے سابقین کو دیکھ کر حق کو گلے لگایا ہوتا ہے لیکن ان کے دل میں نفاق بلکل نہیں ہوتا۔۔۔

معاشرے میں دوسروں کا اثر ضرور قبول کرتے ہیں لیکن ان کا دل تب تک ان کا ساتھ نہیں دیتا جب تک حق کے ساتھ کھڑے نہ ہو جائیں۔۔۔

چونکہ انہوں نے اپنے ارادے سے حق کو اپنایا ہوتا ہے لہذاان کے پاس وہ حوصلہ ہوتا ہے جو ان کے دین وایمان کی حفاظت کر سکے۔۔۔۔

متبعین کی تربیت:::

سابقین کی نسبت ان کی تربیت کے لیے مبلغ کو زیادہ کوشش کرنا پڑتی ہے۔۔۔

مبلغ کو چاہیے کہ ان کے سامنے دین کے تمام اہم پہلوؤں کی وضاحت کر دے تاکہ ان کے دل میں کسی قسم کا ابہام باقی نہ رہ جائے۔۔۔

ان کے سوالات کے جوابات دیتا رہے تاکہ وہ دل سے حق کو قبول کر لیں اور جذباتی پن کا شکار نہ ہو۔۔۔۔

ان کو امت کی عظیم شخصیات کی سیرت سے آگاہ کرتا رہے تاکہ ان کا حوصلہ بلند ہو جائے۔۔۔۔

(3)ضعفاء:::

یہ وہ لوگ ہیں جن کے سامنے حق بالکل واضح ہوتا ہے اور یہ اسے قبول کرنا بھی چاہتے ہیں لیکن اپنی کم ہمتی اور حق کی راہ میں آنے والی مشکلات کی وجہ سے گھبراتے ہیں،، سابقین کو دیکھ کر بھی ان کا ضعف دور نہیں ہوتا۔۔۔

ضعفاء کے اوصاف:::

ان کو اپنی کمزوری کا پتا ہوتا ہے اور اسی کمزوری کی وجہ سے یہ فیصلہ کن اقدامات نہیں کر پاتے۔۔۔

راہ حق پہ آزمائش کا سامنا کرنے کے بعد اگرچہ حق سے بیزار نہیں ہوتے لیکن ان کو سہارے کی ضرورت ہوتی ہے جو ان کو حق سے دور ہونے سے روکے۔۔۔۔۔

یہ موسموں کی طرح بدلتے رہتے ہیں،، شروع میں مبلغ کے حامی ہوتے ہیں لیکن مشکل وقت میں ان کی حقیقت سامنے آتی ہے جس سے یہ اپنا اور مبلغ کا نقصان کرتے ہیں۔۔۔

ضعفاء کی تربیت:::

ان کی تربیت سب سے زیادہ ضروری ہے کیونکہ اگر ان کی تربیت نہ کی جائے تو یہ سخت نقصان کا باعث بن سکتے ہیں۔۔۔۔

مبلغ کو چاہیے کہ ان کی کمزوری کے اسباب تلاش کرے اور حکمت سے انہیں دور کرنے کی کوشش کرے۔۔۔۔

اگر مال و دولت کی لالچ کی وجہ سے کمزوری پیدا ہوتی ہے تو مبلغ کو چاہیے کہ انہیں راہ خدا میں خرچ کرنے کی ترغیب دلاتا رہے۔۔۔۔

اگر زندگی سے محبت اور موت سے نفرت کی وجہ سے کم ہمتی پیدا ہوتی ہے تو انہیں موت کے بعد ملنے والی نعمتیں یاد دلانی چاہئیں۔۔۔۔۔

داعی کو چاہیے کہ ان کے لیے دعا کرتا رہے۔۔۔۔

(4) منافقین:::

یہ وہ شریر النفس لوگ ہوتے ہیں جو دل میں داعی کے لیے بغض رکھتے ہیں لیکن زبان سے محبت کا اظہار کرتے ہیں۔۔۔

منافقین کے اوصاف:::

ان کی پہچان انتہائی مشکل ہوتی ہے لہذا داعی کو چاہیے کہ اس معاملے میں احتیاط کا دامن نہ چھوڑے۔۔۔

منافقین اپنے مفاد کے لیے وقتی طور پر دعوت حق کو قبول کر لیتے ہیں لیکن جب مشکلات کا سامنا کرنا پڑے تو پچھتاتے ہیں۔۔۔

بعض اوقات یہ شرارت کرنے کے لیے مبلغ کا ساتھ دیتے ہیں اور اس کی کمزوریاں مخالفین کو بتاتے ہیں۔۔۔

عملی اعتبار سے بلکل صفر ہوتے ہیں لیکن اپنا بھرم رکھنے کے لیے جھوٹے دعووں، قسموں اور چکنی چپڑی باتوں کا سہارا لیتے ہیں۔۔۔۔

منافقین کی تربیت:::

اگر کسی کے نفاق کا اندیشہ ہو تو مبلغ کو چاہیے اس کے اسباب جاننے کی کوشش کرے اور اس سے براہ راست مخاطب نہ ہو بلکہ اشاروں سے اس کی اصلاح کرنے کی کوشش کرے۔۔۔۔

اگر کسی کے نفاق کے بارے میں یقین ہو جائے تو قابل اعتماد دوست کے ساتھ مشورہ کر کے حل نکالے۔۔۔۔

منافقین کے نفاق کے بارے میں جاننے کے بعد اپنے جذبات پہ قابو رکھے اور حکمت ودانائی سے اسے خود سے اور مدعوین سے دور رکھنے کی کوشش کرے۔۔۔۔

سوال::: مخالفین کون ہوتے ہیں؟؟؟ نیز ان کی تینوں اقسام پہ تفصیلا نوٹ لکھیں۔۔۔۔

جواب::: مخالفین وہ لوگ ہوتے ہیں جو مبلغ کی مخالفت کرتے ہیں،، اس کی دعوت کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کرتے ہیں۔۔۔

ان کی تین اقسام ہیں:::

(1)معاندین:::

یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو نیکی کی دعوت کے نتیجے میں پیدا ہونے والے اثرات کو بھانپ لیتے ہیں اور کسی نہ کسی محرک کی وجہ سے مبلغ کا مقابلہ کرتے ہیں۔۔۔

معاندین کے اوصاف::: ان کی پہچان تو ابتداء سے ہی ہو جاتی ہے لیکن ان کی مخالفت کرنے کی وجہ فورا معلوم نہیں ہو پاتی کہ کس وجہ سے وہ مبلغ کے خلاف کام کر رہے ہیں؟؟؟

عام طور پر مبلغ کی مخالفت کرنے کے تین اسباب ہوتے ہیں:::

(1)حمیت و غیرت

بعض لوگ کسی باطل دین یا فرقے کے پیروکار اور وفادار ہوتے ہیں اور اس وجہ سے وہ حق کی مخالفت کرتے ہیں اور اس مخالفت میں وہ گھٹیا حرکتوں کا سہارا نہیں لیتے۔۔۔ایسے لوگوں کی اگر غلط فہمیاں دور کر دی جائیں تو یہ اپنے سابقہ باطل عقیدے کو چھوڑ کر حق کو اپنا سکتے ہیں لہذا مبلغ کو چاہیے کہ ان کے لیے دعا کرتا رہے۔۔۔۔

(2)حسد و تکبر

حسد و تکبر کے شکار افراد کو جب دعوت پیش کی جاتی ہے تو وہ اسے اپنی عزت کا زوال سمجھتے ہیں اور اس کی مخالفت کرنا شروع کر دیتے ہیں،، یہ لوگ حق کو اپنے پیچھے چلانا چاہتے ہیں۔۔۔ایسے لوگوں کا دعوت قبول کرنے کا امکان کم ہوتا ہے کیونکہ یہ طبقہ حق کو اپنی جاگیر سمجھتا ہے۔۔۔مکہ اور طائف کے سرداران اس کی واضح مثال ہیں۔۔۔

(3)مفاد پرستی

مبلغ کی مخالفت کرنے کا ایک تیسرا سبب مفاد پرستی ہے اور یہ انتہائی گھٹیا سبب ہے۔۔۔مفاد پرستی کے شکار لوگ محض اپنا فائدہ سوچتے ہیں،، انہیں اس سے کوئی سروکار نہیں ہوتا کہ ان کے اس قدم کی وجہ سے دوسروں پہ کیا اثر پڑے گا یہ جہاں اپنا فائدہ دیکھتے ہیں وہیں منہ مارنا شروع کر دیتے ہیں اور اسی سبب کی وجہ سے یہ حق کی مخالفت بھی کرتے ہیں،، تاریخ اسلام میں اس کی مثال ابو لہب ہے۔۔۔۔

(2)متنظرین::: یہ وہ لوگ ہیں جنہیں حق کا ادراک ہو جاتا ہے لیکن قوت فیصلہ کی کمی کی وجہ سے قبول نہیں کر پاتے اور نہ ہی کھل کر مخالفت کرتے ہیں بلکہ انتظار کرتے ہیں کہ حق و باطل میں سے کون جیتتا ہے۔۔۔۔

منتظرین کے اوصاف::: یہ لوگ انتظار کرتے ہیں کہ حق و باطل کے معرکے میں کون فتح حاصل کرتا ہے اور پھر اس کا ساتھ دیتے ہیں۔۔۔۔۔۔

یہ صرف چمکتے سورج کو سلام کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔یہ حالات کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔۔۔

یہ اس بات پہ زیادہ کڑھیں گے کہ کسی طرح حق و باطل کے درمیان مفاہمت ہو جائے اور یہ پر سکون رہیں،، یہ اس وقت تک باطل کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے جب تک اس پہ کھڑا رہنا ان کے لیے مشکل نہ ہو جائے۔۔۔۔۔۔

منتظرین کے لیے اتمام حجت::: چونکہ یہ طبقہ ظاہر پرست ہوتا ہے اس لیے مبلغ کو چاہیے ان کے سامنے اتمام حجت کرے۔۔۔

انہیں سمجھائے کہ اپنے مفاد کے لیے حق کا ساتھ دینا اس کو قبول کرنے کی دلیل نہیں بلکہ اس کا الٹا نقصان ہی ہوتا ہے۔۔۔۔۔

انہیں تاریخی حقائق بیان کرے اور دل سے حق کا ساتھ دینے والوں کو ملنے والی نعمتیں بیان کرے۔۔۔۔۔

حق کی حمایت کے مادی فوائد بیان کرنے کی بجائے اچھے انداز میں معنوی فوائد بیان کرے۔۔۔۔۔

(3)غافلین:::

یہ وہ لوگ ہیں جو معاشی ضروریات پوری کرنے کے لیے کوشش کرتے ہیں،، یہ اپنے مذہبی و سیاسی معاملات بڑوں کے حوالے کر کے خود غفلت میں پڑے رہتے ہیں۔۔۔۔۔

غافلین کے اوصاف::: دنیا کی اکثر آبادی ایسے ہی غافلوں پہ مشتمل ہے،، جو شخص پہلے ان تک پہنچ جاتا یہ اسی کو اپنا پیشوا مان لیتے ہیں اگرچہ وہ داعی جھوٹا ہو۔۔۔

یہ جذبات و احساسات سے بھرپور ہوتے ہیں لیکن معاشی ضروریات میں اس قدر مصروف ہوتے ہیں کہ انہیں معاشرے کو تعمیر کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔۔۔۔

ان میں سے کچھ لوگ انتہائی خوش مزاج ہوتے ہیں جبکہ کچھ تو سلام لینا بھی گوارا نہیں کرتے۔۔۔۔۔

یہ خود پہ پابندیاں لاگو نہیں کروانا چاہتے۔۔۔۔

یہ اپنے آباؤاجداد کی باتیں آنکھ بند کر کے مان لیتے ہیں۔۔۔۔۔۔

غافلین کے لیے اتمام حجت::: مبلغ کو چاہیے کہ جلد از جلد ان تک پیغام پہنچائے۔۔۔۔۔

ان کے دل میں محبت پیدا کرنے کے لیے مبلغ کو چاہیے ان کی چھوٹی چھوٹی ضروریات بھی پوری کرتا رہے۔۔۔۔۔۔

ان کو نیکی کی دعوت دینے سے پہلے ان کی نفسیات پرکھ لے ورنہ نقصان اٹھائے گا۔۔۔۔۔

یہ لوگ مبلغ کی محبت دیکھ کر مائل ہوتے ہیں لہذا ان سے محبت بھرا سلوک کیا جائے۔۔۔۔۔

مبلغ کو چاہیے کہ ان کے معاملات میں دخل اندازی نہ کرے بلکہ تبلیغی کام پہ توجہ دے۔۔۔۔۔۔۔

سوال::: منافقین دین اور مسلک کے لیے کس قدر نقصان دہ ثابت ہو سکتے ہیں؟؟؟ اپنے جذبات کا اظہار کریں۔۔۔۔۔

جواب::: منافقین دوغلے قسم کے لوگ ہوتے ہیں،، ان کے دل میں کچھ اور ہوتا ہے جبکہ ظاہر سے وہ کچھ اور لگ رہے ہوتے ہیں،، ایسے لوگ دین اور مسلک کی بدنامی کا باعث بن سکتے ہیں،، ایسے لوگوں پہ بھروسہ نہیں کرنا چاہیے لیکن سب سے مشکل کام منافقین کی پہچان کرنا ہوتا ہے تاکہ پتا چل سکے کہ کون اپنا ہے اور کون نہیں؟؟؟

یہ لوگ دین کو نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے،، یہ ہر معاملے میں پس پردہ باطل کا ساتھ دیں گے لہذا مبلغ کو چاہیے انتہائی احتیاط سے اپنا کام جاری رکھے کیونکہ اس کے ارد گرد کوئی بھی شخص منافق ہو سکتا ہے جو موقع ملتے ہی دین و مسلک کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر سکتا ہے۔۔۔۔۔

جب بھی دین یا مسلک پہ کوئی مشکل وقت آئے گا یہ لوگ اس موقع پہ ساتھ چھوڑ دیں گے جس کی وجہ سے مسلمانوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔۔۔۔ اسلام کے شروع زمانہ سے لے کر اب تک منافقین سازشیں ہی کرتے آئے ہیں،، انہوں نے اپنی سازشوں کے لیے مسجد ضرار تعمیر کی لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے مذموم مقاصد کی خبر اللہ عزوجل نے دی جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مسجد کو ڈھا دیا۔۔۔۔ غزوہ احد میں جب مسلمانوں کو فوج کی سخت ضرورت تھی اس وقت عبداللہ بن ابی منافقوں کا سردار اپنے تین سو ساتھیوں کو لے کر مسلمانوں سے جدا ہو گیا تاکہ مسلمانوں کے حوصلے کفار کے مقابلے میں پست ہو جائیں۔۔۔۔۔

الغرض یہ لوگ دشمنوں سے زیادہ خطرناک ہوتے ہیں کیونکہ یہ آستین کے سانپ ہوتے ہیں،، دشمن تو بلکل کھل کر دشمنی کرے گا لیکن یہ طبقہ اندر سے مسلمانوں کی جڑیں کاٹے گا۔۔۔۔

سوال::: منتظرین اور غافلین پر اتمام حجت کے لیے اپنی حکمت عملی بیان کیجیے۔۔۔۔۔

جواب::: اس سوال کا جواب آپ کو پیچھے مل جائے گا جہاں میں منتظرین اور غافلین کا تفصیلاً ذکر کر کے آیا ہوں۔۔۔۔۔

سوال::: کتاب میں بیان کردہ مدعوین کے علاوہ مزید کس قسم کے مدعوین ہو سکتے ہیں،، کتابی منہج کے مطابق واضح کریں۔۔۔۔۔

جواب:::

لبرل

ملحدین

گناہگار لوگ

محبت کرنے والے یعنی محبین

سوال::: تاریخ اسلام کی ایسی پانچ شخصیات کے نام بتائیں جو سابقین کے اوصاف پر پورا اترتی ہیں۔۔۔۔

جواب::: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

((چوتھی فصل))

((مدعوالیہ))

سوال::: علم الدعوۃ کا چوتھا رکن کون سا ہے؟؟؟

جواب::: علم الدعوۃ کا چوتھا رکن ""مدعوالیہ"" ہے اور اس سے مراد دین اسلام ہے۔۔۔۔

سوال::: کسی بھی مذہب کی بنیاد کتنے اور کون سے عناصر پہ ہوتی ہے؟؟؟

جواب::: کسی بھی مذہب کے بنیادی تین عناصر ہوتے ہیں:::

(1)نظام عقائد

(2)نظام عبادت

(3)نظام اخلاق

ان کے بغیر کوئی بھی مذہب مذہب کہلانے کا حقدار نہیں۔۔۔۔

سوال::: کتاب میں بیان کردہ مذہبی عناصر کو خاکے کی صورت میں پیش کرے۔۔۔۔۔

جواب:::

(1)نظام عقائد:::

اسلام کا نظام عقائد تین حصوں پہ مشتمل ہے۔۔۔۔

(1)عقیدہ توحید،،اس کی مزید دو شقیں ہیں

(الف)وجود صانع

(ب)وحدانیت

(2)عقیدہ رسالت و نبوت،،اس کی مزید تین شقیں ہیں:::

(الف)حقیقت نبوت

(ب)ضرورت نبوت

(ج)انبیائے کرام کی 46 خصوصیات

(3)عقیدہ اُخرت،،اس کے تحت دو چیزیں آتی ہیں:::

(الف)عقیدہ آخرت کی ضرورت

(ب)عقیدہ اُخرت کے دلائل

(2)نظام عبادت:::

اسلام میں عبادت کے تصور کے دو حصے ہیں

(الف)بلاواسطہ عبادت

(ب)بالواسطہ عبادت

(3)نظام اخلاق:::

اس کی بنیاد تین امور پہ ہے

(الف)جذبہ محرکہ

(ب)شخصی اخلاقیات

(ج)معاشرتی اخلاقیات

سوال::: عقیدہ توحید پہ تفصیلا نوٹ لکھیں۔۔۔

جواب::: اسلام میں عقیدہ توحید کی اہمیت ایسے ہے جیسے پتھروں میں ہیرے کی،، عقیدہ توحید کی دو شقیں ہیں:::

(1)وجود صانع

اس کا مطلب ہے کہ کوئی ایسی ہستی موجود ہے جس نے یہ ساری کائنات بنائی ہے ایسا نہیں ہے کہ یہ کائنات خود بخود بن گئی ہو۔۔۔۔۔۔

وجود صانع کے دلائل::: مصنف نے اس پہ پانچ طرح سے دلیل دی ہے

(الف)فطرت

اللہ پاک کے وجود کو نہ ماننا فطرت کے خلاف ہے کیونکہ ہر شخص کے دل میں اس بات کا احساس ہے کہ واقعی کوئی ایسی ذات ہے جس نے یہ سب کچھ بنایا ہے،، اسی وجہ سے ملحدین اور شیاطین کو کسی انسان کے دل سے اس احساس کو نکالنے کے لیے بہت محنت کرنا پڑتی ہے۔۔۔۔۔

اس کی جانب اشارہ کرتے ہوئے اللہ پاک نے فرمایا:::

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْؕ-قَالُوْا بَلٰىۛۚ-شَهِدْنَاۛۚ-اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِیْنَ

ترجمہ کنزالعرفان:::

اور اے محبوب!!! یاد کرو جب تمہارے رب نے اولادِ آدم کی پشت سے ان کی نسل نکالی اور انہیں خود ان پر گواہ بنایا (اور فرمایا) کیا میں تمہارا رب نہیں؟ سب نے کہا: کیوں نہیں، ہم نے گواہی دی۔ (یہ اس لئے ہوا) تاکہ تم قیامت کے دن یہ نہ کہو کہ ہمیں اس کی خبر نہ تھی۔۔۔۔۔

(ب)عقل

بعض اوقات کسی چیز کے اظہار میں مبالغہ اس کے پوشیدہ ہونے کا سبب بن سکتا ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ چیز ہی موجود نہیں جیسا کہ دوپہر کے وقت سورج ((کوئی اس وقت سورج کی طرف نہیں دیکھ سکتا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ سورج موجود نہیں))۔۔۔۔۔

جس طرح دھوپ سورج کی موجودگی کی خبر دیتی ہے اسی طرح یہ پوری کائنات کا نظام اس بات کی خبر دیتا ہے کہ واقعی اس کی تخلیق کرنے والا کوئی ہے لہذا انسان کو چاہیے کہ اللہ پاک کی پہچان کے لیے اپنی عقل استعمال کرے۔۔۔۔۔۔

چنانچہ اللہ کا فرمان ہے:::

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ۪-وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ(164)

ترجمہ کنزالعرفان:::

بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی تبدیلی میں اور کشتی میں جو دریا میں لوگوں کے فائدے لے کر چلتی ہے اور اس پانی میں جو اللہ نے آسمان سے اتارا پھر اس کے ساتھ مردہ زمین کو زندگی بخشی اور زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلائے اور ہواؤں کی گردش اور وہ بادل جو آسمان اور زمین کے درمیان حکم کے پابند ہیں ان سب میں یقینا عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔۔۔۔۔

(ج)عدد

کثرت کی اکائی ضرور ہوتی ہے جہاں کثرت کا اختتام ہوتا ہے مثلا انسانوں کو لیا جائے تو ان کا اختتام حضرت آدم علیہ السلام پہ جا کر ہوتا ہے اور پھر سوال ہو گا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو کس نے بنایا تو اس کا جواب یقینا یہ ہو گا کہ انہیں اللہ نے بنایا کیونکہ ان سے پہلے کوئی انسان موجود نہیں تھا۔۔۔۔۔

چنانچہ اللہ پاک کا فرمان ہے:::

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءًۚ-وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَؕ-اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا(1)

ترجمہ کنزالعرفان

اے لوگو!!! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے کثرت سے مرد و عورت پھیلا دیئے اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتوں (کو توڑنے سے بچو۔) بیشک اللہ تم پر نگہبان ہے۔۔۔۔

(د) وجود شئی

کسی بھی چیز کا وجود پانا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ چیز پہلے موجود نہیں تھی بلکہ بعد میں وجود میں آئی اور یقینا کوئی ہستی ایسی ہے جو انہیں عدم سے وجود میں لائی۔۔۔

یہ سوچ انسان کو اللہ پاک کی پہچان کی طرف لے جاتی ہے۔۔۔۔

(ہ) وقت

کسی چیز کا وجود پانا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کو بنانے والے نے جب تک چاہا اس کو معدوم رکھا اور جب چاہا اسے وجود بخشا۔۔۔۔

(2) وحدانیت

وحدانیت سے مراد یہ ہے کہ یہ سب کچھ بنانے والی محض ایک ذات ہے کوئی اس کا شریک نہیں۔۔۔

وحدانیت کے دلائل::: وحدانیت سے مصنف نے 2 دلائل دیے ہیں

(الف) دلیل تمانع

اگر اس کائنات کے دو خدا ہوتے تو اس کا نظام درہم برہم ہو جاتا کیونکہ ایک خدا کی چاہت کچھ ہوتی اور دوسرے کی اس کے برخلاف ہوتی۔۔۔ اب یا تو ان دونوں کی خواہش پوری ہوتی یا ایک کی خواہش پوری ہوتی،، دونوں کی خواہش پوری نہیں ہو سکتی کیونکہ ضدین کا اجتماع لازم آئے گا جو کہ محال ہے اور اگر ایک کی خواہش پوری ہوتی تو دوسرا مغلوب ہوتا اور خدا کبھی مغلوب نہیں ہو سکتا پس ثابت ہوا کہ اس کائنات کا ایک ہی خدا ہے۔۔۔۔۔

اللہ عزوجل کا فرمان ہے:::

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا۔

ترجمہ کنزالعرفان:::

اگر آسمان وزمین میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو ضرور آسمان وزمین تباہ ہو جاتے۔۔۔۔

(ب) نظام کائنات

اگر ایک سے زیادہ خدا ہوتے تو ان کے درمیان کائنات کا نظام تقسیم ہوتا جبکہ ہمیں جو نظام کائنات نظر آرہا اس میں تمام چیزیں ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہیں پس ان تمام چیزوں کا ایک دوسرے سے جڑا ہونا اس بات پہ دلالت کرتا ہے کہ خدا ایک ہی ہے اور وہی کائنات کو چلا رہا ہے۔۔۔۔۔

سوال:: ضرورت نبوت پہ نوٹ لکھیں۔۔۔

جواب::: اللہ پاک پہ ایمان لانے کے بعد بھی انسان اللہ پاک کی معرفت حاصل کرنے کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کا محتاج رہے گا جس طرح جڑی بوٹیوں کا محض نام سننے کے بعد کوئی شخص ان میں چھپے ہوئے فوائد نہیں جان سکتا بلکہ کسی حکیم کا محتاج ہوتا ہے اور اگر وہ حکیم کی رہنمائی کے بغیر خود ہی تجربہ کرنا شروع کرے تو سخت نقصان اٹھائے گا اسی طرح انسان اللہ پاک کے بارے میں جاننے کے لیے انبیاء کا محتاج ہے۔۔۔۔

یہ حال اس شخص کا ہے جو ایمان لایا ہے جبکہ جو ایمان ہی نہیں لایا تو اس کے لیے انبیاء کی ضرورت اس سے بھی زیادہ ہے اور اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے اللہ عزوجل نے اپنے انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا اور انبیاء کرام کو اس وجہ سے بھی بھیجا گیا تاکہ کل قیامت کے دن کفار یہ نہ کہ سکیں کہ ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔۔۔۔۔

سوال::: انبیاء کو یہ کیسے پتا چلتا تھا کہ وحی لانے والا شیطان نہیں بلکہ فرشتہ ہے؟؟؟

جواب::: انبیاء کرام بظاہر تو انسانوں جیسے دکھائی دیتے ہیں لیکن ان کی عقل اور حواس عام انسانوں جیسے نہیں ہوتے بلکہ اس سے کئی گنا قوی ہوتے ہیں،، پس جس طرح ایک عام انسان حیوان اور انسان میں فرق کر سکتا ہے اسی طرح انبیاء کرام بھی فرشتوں اور شیاطین میں فرق کر لیتے ہیں۔۔۔۔۔

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ ""اللہ اس انسان((یعنی نبی)) میں علمی بدیہی پیدا فرماتا ہے جس کے ذریعے یہ جان لیتے ہیں کہ آنے والا فرشتہ ہے یا شیطان؟؟؟""۔۔۔۔۔

سوال::: انبیائے کرام علیہم السلام کے کوئی سے پندرہ اوصاف بیان کریں۔۔۔۔۔

جواب:::

(1)اللہ کا نبی سے بلاواسطہ کلام کرنا

(2)کامل اور عارضہ سے پاک عقل والا ہونا

(3)قوی حافظہ ہونا

(4)اجتہادی مسائل میں خطا سے محفوظ ہونا

(5)نظر و سماعت کا تیز ہونا

(6)مضبوط جسم والا ہونا

(7)نبی سے بکری کا باتیں کرنا

(8)نبی سے اونٹ کا باتیں کرنا

(9)جنات کے مشاہدے پہ قدرت ہونا

(10)دنیا میں جنت و دوزخ پہ مطلع ہونا

(11)درختوں کا اطاعت کرنا

(12)دین و دنیا کی ہدایت دینا

(13)لوگوں کے رازوں سے واقف ہونا

(14)مستقبل کے واقعات کو جان لینا

(15)خوابوں کی سچی تعبیر کرنا

سوال::: عقیدہ آخرت کی اہمیت بیان کیجئے نیز یہ بتایئے کہ انسانی زندگی پہ اس کے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟؟؟

جواب::: معاشرے میں امن و سکون کے لیے عقیدہ آخرت انتہائی ضروری ہے کیونکہ اس دنیا میں کئی طرح کے انسان پائے جاتے ہیں کچھ اچھے ہیں کچھ برے ہیں، کچھ ظالم ہیں کچھ مظلوم، کوئی محتاج ہے تو کوئی غنی۔۔۔کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو ساری زندگی ظلم سہتے رہتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو دوسروں پہ ظلم کرتے رہتے ہیں لہذا ضروری ہے کہ کوئی ایسا مرحلہ ہو جہاں ان کو سزا و جزا ملے اور ان کا حساب کیا جائے اور اسی مرحلے کو عقیدہ آخرت، قیامت اور حشر کہا جاتا ہے۔۔۔۔

عقیدہ آخرت انسان کی زندگی پہ بہت سے اثرات مرتب کرتا ہے،،اس کی وجہ سے انسان برائی کرنے سے بچا رہتا ہے کیونکہ اسے پتا ہوتا ہے اگر اس نے کوئی برا کام کیا تو آخرت میں اس کی وجہ سے اسے عذاب دیا جائے گا اور یوں عقیدہ آخرت معاشرے کو پر امن بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: عقیدہ آخرت کے دلائل پہ نوٹ لکھیں۔۔۔۔

جواب::: عقیدہ آخرت کے دلائل کو مصنف نے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے

(1) نقلی دلائل

دعوت نبوی کے مکی زمانے میں عقیدہ آخرت کا منکرین نے سب سے زیادہ مذاق اڑایا۔۔چونکہ عقیدہ آخرت کو مانے بغیر انسان سنجیدہ نہیں ہو سکتا لہذا قرآن کریم میں اس پہ بہت زور دیا گیا۔۔۔

اس حوالے سے ایک آیت درج ذیل ہے:::

وَاَنَّهٗ یُحۡیِ الۡمَوۡتٰی وَاَنَّهٗ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ لَّا رَیۡبَ فِیۡهَا

ترجمہ کنزالعرفان:::

اور یہ کہ وہ مردوں کو زندہ کرے گا اور یہ کہ وہ ہر شے پر قادر ہے۔۔۔اور یہ کہ قیامت آنے والی ہے اس میں کچھ شک نہیں۔۔۔

(2)عقلی دلیل

انسان کی آمد پہ غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس عالم میں آنے سے پہلے کئی عالم سے گزر کر آیا ہے۔۔۔

پہلا عالم ارواح ہے،، بچے کے جسم میں داخل ہونے سے پہلے روح عالم ارواح میں ہوتی ہے اور وہاں سے بچے کے جسم میں داخل ہوتا ہے۔۔۔۔

دوسرا عالم"""عالم ارحام""" ہے جہاں انسان ماں کے پیٹ میں کم و بیش نو مہینے رہتا ہے اور نو مہینے کے بعد انسان تیسرے عالم"""عالم دنیا"""میں آجاتا ہے،، قابل توجہ بات یہ ہے کہ جب انسان دنیا میں کچھ عرصہ رہتا ہے تو پھر اس کی روح نکل جاتی ہے اور اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کس عالم میں گیا ہے؟؟؟پس اس وقت ایک چوتھا عالم ماننا پڑے گا اور وہی عالم آخرت ہے۔۔۔۔۔

(3)افکار عالم

تاریخ اٹھا کر دیکھ لی جائے تو ایک بات مشترک ملتی ہے کہ ہر قوم میں مرنے کے بعد سزا و جزا کے پائے جانے کا تصور موجود ہے،، اگرچہ ہر قوم کا تصور دوسری قوم سے علیحدہ ہے لیکن بنیادی تصور مشترک ہے لہذا معلوم ہوا کہ عقیدہ آخرت تو انسان کا فطرتی عقیدہ ہے۔۔۔۔۔

اہل زبان کے نزدیک ایک اصول یہ ہے کہ ہر زبان میں وہی الفاظ وضع کیے جاتے ہیں جو اہل زبان کے تصور میں پہلے سے موجود ہوتے ہیں اور دنیا کی تمام زبانیں اٹھا کر دیکھ لی جائیں تو ہر زبان میں جنت و دوزخ کے ہم معنی الفاظ مل جائیں گے۔۔۔۔۔

چند خاص لوگوں کے بارے میں یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ یہ جھوٹے ہیں لیکن نسل انسانی کے آغاز سے لے کر آج تک تمام انسانوں پہ جھوٹے ہونے کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا ورنہ پھر دنیا میں سچا کون رہ جائے گا؟؟؟اور کسی بھی قوم کو اٹھا کر دیکھ لیا جائے تو ان میں مرنے کے بعد جزا و سزا کا تصور موجود ہے لہذا معلوم ہوا کہ عقیدہ آخرت سچا عقیدہ ہے۔۔۔۔۔

سوال::: اسلام کے تصور عبادت پہ نوٹ لکھیں۔۔۔۔

جواب::: اسلام میں عبادت کرنا اس بات پہ دلالت کرتا ہے کہ یہ شخص اسلامی عقائد کو دل سے تسلیم کرتا ہے،،اسلام میں عبادت کے تصور کا مفہوم کافی وسیع ہے اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:::

(1)بلاواسطہ عبادت

یہ اصطلاحی عبادت ہے جو تمام مذاہب میں کی جاتی ہے،،اس عبارت میں بندے اور خدا کے درمیان کوئی تیسرا شخص نہیں ہوتا،،دین اسلام میں بلاواسطہ عبادت چار اعمال کے ذریعے کی جاتی ہے:::

(الف) نماز،،یہ ہر عاقل بالغ مسلمان پہ فرض ہے اور اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔۔۔۔

(ب) زکوۃ،،کسی بھی مسلمان کا مال حاجت سے زائد ہو کر مقرر کردہ نصاب تک پہنچ جائے تو اس پہ زکوۃ واجب ہو جاتی ہے جو غریبوں میں تقسیم کی جاتی ہے،،زکوۃ کا منکر بھی کافر ہے۔۔۔۔۔

(ج) روزہ،،یہ ہر عاقل بالغ مسلمان پہ چند شرائط کے ساتھ فرض ہے،،اس کا منکر کافر ہے۔۔۔۔

(د) حج،،عاقل بالغ مسلمان پہ چند شرائط کے ساتھ زندگی میں ایک دفعہ حج کرنا فرض ہے اور اس کا منکر بھی کافر ہے۔۔۔۔۔

ان چاروں کے علاؤہ بقیہ تمام عبادات کا تعلق انسان کی معیشت، معاشرت اور اخلاقیات کے ساتھ ہے۔۔۔۔۔

(2)بالواسطہ عبادت

بلاواسطہ عبادت کے مقابلے میں بالواسطہ عبادت کا مفہوم بہت وسیع ہے اور یہ اسلام کی تعلیمات کو اپنے دامن میں لیے ہوئے ہے،،اس کا تعلق معاشرے کے ساتھ ہے،،یہ عبادات میں سے انتہائی اہم عبادت ہے اور مخلوق سے تعلق برقرار رکھتے ہوئے اس عبادت کو کیا جاتا ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: اسلام کے تصور عبدیت پہ کلام کریں۔۔۔۔

جواب::: اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی دنیاوی ضروریات پوری کرتے ہوئے اللہ پاک کی بندگی کا حق ادا کرے،،اس حوالے سے چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔۔۔۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں::: ہمارے لشکر کے ایک شخص کا گزر غار کے پاس سے ہوا جہاں پانی اور سبزہ موجود تھا اس نے دل میں سوچا کہ دنیا سے الگ تھلگ رہا جائے،،اس نے اپنا یہ خیال بارگاہ رسالت میں پیش کیا اور کہا کہ مجھے گوشہ نشینی کے لیے ایک بہت عمدہ جگہ نظر آئی ہے وہاں میرے کھانے پینے کا سامان بھی موجود ہے میں سوچ رہا ہوں کہ دنیا سے الگ رہ کر وہیں رہنا شروع کر دوں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""" میں یہودیت یا عیسائیت لے کر دنیا میں نہیں آیا بلکہ ایک سیدھا اور آسان دین لے کر آیا ہوں۔۔۔اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اللہ کی راہ میں صبح یا شام گزارنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور تم میں سے کسی کا صف میں نماز پڑھنا اس کی ساٹھ نمازوں سے افضل ہے۔۔۔۔۔۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:::ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر تشریف لائے اور فرمایا مجھے پتا چلا ہے کہ تم رات میں قیام اور دن میں روزہ رکھتے ہو؟؟؟ میں نے عرض کی جی ہاں میں ایسا ہی کرتا ہوں۔۔۔تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""" سویا بھی کرو، قیام بھی کیا کرو،اور کبھی روزہ رکھو اور کبھی افطار کرو کیونکہ تمہاری آنکھوں کا بھی تم پہ حق ہے، تمہارے جسم کا بھی تم پہ حق ہے، تمہاری بیوی کا بھی تم پہ حق ہے، تمہارے مہمانوں کا بھی تم پہ حق ہے اور تمہارے دوستوں کا بھی تم پہ حق ہے۔۔۔۔۔

سوال::: اسلامی نظام اخلاق کا جائزہ لیجیے اور اس پہ اپنے جذبات کا اظہار کیجیے۔۔۔۔۔

جواب::: اسلام ایک عالمگیر دین ہے لہذا ماں کی آغوش سے لے کر قبر تک زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جس کے بارے میں اسلام نے اخلاقی رہنمائی نہ کی ہو۔۔۔۔

اسلام کے اخلاقی نظام پہ اگر لکھنا شروع کیا جائے تو صفحات کے صفحات بھر سکتے ہیں لیکن ہم یہاں اختصار کے پیش نظر اس کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں:::

(1)جذبہ محرکہ

انسانی حیات کا دامن اچھے اخلاق کے ساتھ وابستہ ہے اگر دنیا کا کوئی ایک شخص بھی بد اخلاق ہو جائے تو اس کا خمیازہ سب کو بھگتنا پڑتا ہے لہذا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ کتنی اہم چیز ہے،، پس اچھے اخلاق کے لیے صرف تعلیم کافی نہیں بلکہ ایک ایسے جذبہ کی ضرورت ہے جو انسان کے اندر اچھے اخلاق کو پیدا کر سکے،، وہ انتقام لینے کی بجائے معاف کرنے کو ترجیح دی،، ظلم کے خلاف آواز اٹھائے اور اللہ کی خوشنودی والے کام کرے۔۔۔ اسلام کی اخلاقی تعلیمات ایک آفاقی حیثیت رکھتی ہیں لہذا ہمیں چاہیے کہ اچھے اخلاق کے لیے ہم ان تعلیمات کو اپنائیں۔۔۔

اچھے اخلاق کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا::: جس میں تین خصلتیں ہوں گی اللہ اس کا حساب آسانی سے لے گا اور اسے اپنی رحمت سے جنت میں داخل کرے گا۔۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی یا رسول اللہ ہمارے ماں باپ آپ پہ قربان وہ خصلتیں کون سی ہیں؟؟؟ فرمایا جو تمہیں محروم کرے اسے عطا کرو اور جو تم سے تعلق توڑے تم اس سے جوڑو اور جو تم پہ ظلم کرے تم اسے معاف کرو،، جب تم یہ اعمال بجالاؤ گے تو اللہ عزوجل تمہیں معاف کر دے گا۔۔۔۔

(2) شخصی اخلاقیات

اسلام میں شخصی تعمیر کے لیے ہر طرح کی رہنمائی موجود ہے جس پہ عمل کر کے انسان اچھا شہری بن سکتا ہے۔۔۔

عقل:::

عقل انسان کے پاس ایک بہت بڑا ہتھیار ہے جس کی وجہ سے انسان معاشرے میں اچھی جگہ بنانے میں کامیاب ہو سکتا ہے،، چنانچہ اللہ پاک کا فرمان ہے:::

لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ كِتٰبًا فِیْهِ ذِكْرُكُمْؕ-اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ(10)

ترجمہ کنزالعرفان:::

بیشک ہم نے تمہاری طرف ایک کتاب نازل فرمائی جس میں تمہارا چرچا ہے۔ تو کیا تمہیں عقل نہیں؟؟؟

دل:::

عام طور پر کسی کے ساتھ برت طریقے سے پیش آنے کی وجہ اس کے متعلق چھپا ہوا کینہ ہوتا ہے لہذا اللہ نے فرمایا:::

يَعۡلَمُ خَآئِنَةَ الۡاَعۡيُنِ وَمَا تُخۡفِى الصُّدُوۡرُ‏ (19)

ترجمہ کنزالعرفان:::

اللہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور اسے بھی جو سینے چھپاتے ہیں۔۔۔۔۔

آنکھ:::

يَعۡلَمُ خَآئِنَةَ الۡاَعۡيُنِ وَمَا تُخۡفِى الصُّدُوۡرُ‏ (19)

ترجمہ کنزالعرفان

اللہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے۔۔۔

کان::: عیب جوئی اور جیسے دیگر برے مقاصد کے لیے کسی کی کمزوریاں ڈھونڈنا انتہائی گھٹیا حرکت ہے اس سے اللہ پاک نے منع فرمایا

ولا تجسسوا

ترجمہ::: اور عیب نہ ڈھونڈو۔۔۔

رخسار::: دوران گفتگو مخاطب پہ توجہ دینے کی بجائے ادھر ادھر دیکھنا انتہائی بری چیز ہے اس سے اللہ نے منع کرتے ہوئے فرمایا:::

وَلَا تُصَعِّرۡ خَدَّكَ لِلنَّاسِ

ترجمہ::: اور لوگوں سے بات کرتے وقت اپنا رخسار ٹیڑھا نہ کر۔۔۔۔

(3) معاشرتی اخلاقیات

اسلامی نظام اخلاق میں معاشرے کو اچھے طریقے سے چلانے کی رہنمائی موجود ہے اس کے متلعق چند آیات درج ذیل ہیں:::

خبر کی تحقیق:::

کوئی خبر آگے پہنچانے سے پہلے اس کی تحقیق کرلینی چاہیے،، چنانچہ اللہ پاک کافرمان ہے:::

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ(6)

ترجمہ کنزالعرفان::: اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کرلو کہ کہیں کسی قوم کو انجانے میں تکلیف نہ دے بیٹھو پھر اپنے کئے پر شرمندہ ہونا پڑے۔۔۔۔۔

صلح کروانا::: صلح کروانا، لوگوں کو آپس میں ملانا انتہائی اچھا کام ہے اس کے بارے میں فرمان الٰہی ہے:::

وَ اِنْ طَآىٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَاۚ-فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰۤى اَمْرِ اللّٰهِۚ-فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَ اَقْسِطُوْاؕ-اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ(9)

ترجمہ کنزالعرفان:::

اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑپڑیں تو تم ان میں صلح کرادو پھر اگر ان میں سے ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو اس زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے پھر اگر وہ پلٹ آئے تو انصاف کے ساتھ ان میں صلح کروادو اور عدل کرو، بیشک اللہ عدل کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔۔۔۔۔

ان کے علاوہ بھی اسلام کا نظام اخلاق ہمیں دیگر تمام شعبوں میں بھی رہنمائی کرتا ہے۔۔۔۔

((دوسرا باب))

((انبیائے کرام کا منہج دعوت))

((پہلی فصل دعوت توحید))

سوال::: تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی امتوں کو کس چیز کی خبر دی؟؟؟

جواب::: تمام انبیاء کرام نے اپنی امت کو بتایا کہ حقیقی خالق و مالک اللہ پاک ہی ہے وہی رازق ہے وہی مالک ہے،، کوئی اس کا شریک نہیں۔۔۔۔۔

چنانچہ اللہ پاک کا فرمان ہے:::

وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِیۡ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوۡلًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ وَ اجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ ۚ ۔ فَمِنۡہُمۡ مَّنۡ ہَدَی اللّٰہُ وَ مِنۡہُمۡ مَّنۡ حَقَّتۡ عَلَیۡہِ الضَّلٰلَۃُ ؕ ۔ فَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَانۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الۡمُکَذِّبِیۡنَ (36)

ترجمہ::: اور بیشک ہر امت میں ہم نے ایک رسول بھیجا کہ (اے لوگو!) اللہ کی عبادت کرو اور شیطان سے بچو تو ان میں کسی کو اللہ نے ہدایت دیدی اور کسی پر گمراہی ثابت ہوگئی تو تم زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا؟؟؟

سوال::: مبلغ کے لیے راہ نما اصول لکھیں۔۔۔

جواب::: مبلغ کو چاہیے کہ وہ اللہ پاک کی ذات وصفات کے متعلق اسلامی عقیدے سے واقف ہو۔۔۔۔

وجود باری تعالی کے عقلی ونقلی دلائل اسے معلوم ہوں۔۔۔

منکرین وجود باری تعالی کے خیالات کا تجزیہ کرنا جانتا ہو۔۔۔

توحید کے حوالے سے عقلی دلائل کے بمقابل قرآن کریم کو ہی حجت قاطعہ تسلیم کرے۔۔۔۔

اپنے دور کے تقاضوں کے مطابق توحید باری تعالی اور وجود باری تعالی پہ گفتگو کر سکتا ہو۔۔۔۔

سوال::: قرآن کریم کی روشنی میں کسی بھی نبی کا دعوت توحید پہ مشتمل واقعہ تحریر کریں۔۔۔

جواب::: اللہ عزوجل نے حضرت نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف نبی بنا کر بھیجا،، آپ علیہ السلام نے اپنی قوم کو تبلیغ کی لیکن سوائے 80 یا 82 لوگوں کے کسی نے بھی آپ علیہ السلام کے کی دعوت کو قبول نہیں کیا بلکہ الٹا آپ کا مذاق اڑاتے تھے اور تکالیف پہنچاتے تھے،، حضرت نوح علیہ السلام نے تقریباً ساڑھے نو سو سال اپنی قوم کو تبلیغ کی لیکن وہ لوگ راہ راست پہ نہ آئے اور آپ علیہ السلام کو معاذ اللہ گمراہ کہتے تھے۔۔۔۔

چنانچہ اللہ عزوجل نے آپ علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم دیا جب آپ نے کشتی بنالی تو تمام اہل ایمان کو اس میں سوار کر لیا اور پھر کفار پہ عذاب الٰہی نازل ہوا،، جو لوگ کشتی میں تھے وہ بچ گئے جبکہ بقیہ سب لوگ غرق ہوگئے۔۔۔۔

آپ علیہ السلام کا واقعہ قرآن کریم میں ایک جگہ یوں بیان ہوا ہے:::

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ (59) قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (60) قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ (61) اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (62) اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (63) فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِی الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ (64)

ترجمہ::: بیشک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو اس نے کہا: اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ بے شک میں تم پر بڑے دن کے عذاب کا خوف کرتا ہوں۔ اس کی قوم کے سردار بولے: بیشک ہم تمہیں کھلی گمراہی میں دیکھتے ہیں۔۔۔ فرمایا: اے میری قوم! مجھ میں کوئی گمراہی نہیں لیکن میں تو ربُّ العالمین کا رسول ہوں۔ میں تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے وہ علم رکھتا ہوں جو تم نہیں رکھتے۔ اور کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہے کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے تمہیں میں سے ایک مرد کے ذریعے نصیحت آئی تاکہ وہ تمہیں ڈرائے اور تاکہ تم ڈرو اور تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔۔۔ تو انہوں نے نوح کو جھٹلایا تو ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے سب کو نجات دی اور ہماری آیتیں جھٹلانے والوں کو غرق کر دیا بیشک وہ اندھے لوگ تھے۔

سوال::: صفات باری تعالیٰ کے حوالے سے اسلامی نظریہ پیش کریں۔۔۔

جواب::: اللہ عزوجل کی صفات اس کی ذات کی طرح قدیم ہیں۔۔۔ اس کی صفات دو اقسام کی ہیں:::

(1)صفات ذاتیہ

(2)صفات فعلیہ

صفت ذاتی وہ ہیں جن کی ضد کے ساتھ اللہ عزوجل کو موصوف کرنا جائز نہیں مثلاً قدرت صفت ذاتی ہے اور اس کی ضد عجز ہے،، پس اللہ پاک کو عاجز نہیں کہا جاسکتا۔۔۔

صفت فعلی وہ ہوتی ہے جس کی ضد کے ساتھ اللہ پاک کو موصوف کیا جاسکتا ہو مثلاً رحمت کی ضد غضب ہے اور اللہ عزوجل کو غضب کے ساتھ موصوف کیا جاسکتا ہے۔۔۔۔

جو اللہ عزوجل کی صفات کے قدیم ہونے میں شک کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔۔۔

سوال::: دور حاضر میں توحید کے حوالے سے کیا غلط فہمیاں عام ہیں؟؟؟ چند کی نشان دہی کریں۔۔۔

جواب::: دور حاضر میں لوگوں کو توحید کی صحیح تعریف کا علم نہیں جس کے باعث مسلمانوں پہ کفر و شرک کے فتوے لگاتے رہتے ہیں،، لوگوں کے قلوب واذہان میں توحید کا غلط تصور بیٹھا ہوا ہے جس کی وجہ سے ایسے لوگوں کے نزدیک ان کے علاوہ دنیا میں کوئی مسلمان موجود نہیں۔۔۔۔

((دوسری فصل))

((عقیدہ آخرت کی دعوت))

سوال::: دین اسلام اور انبیاء کی نیکی کی دعوت کا دوسرا اصول کون سا ہے؟؟؟

جواب::: دوسرا اصول عقیدہ آخرت پہ مخلوق کو قائل کرنا تھا کیونکہ اسی عقیدے کی وجہ سے معاشرے میں امن وسکون کی فضا قائم ہوگی ورنہ ہر طرف بدنظمی ہوگی۔۔۔۔

اسی وجہ سے انسان کے دل میں نیکی کرنے اور برائیوں سے بچنے کا خیال پیدا ہوتا ہے نیز قرآن کریم میں انبیاء کرام علیہم السلام کے بلند مرتبہ ہونے کی ایک یہ حکمت بھی بیان کی گئی کہ وہ آخرت کو یاد کرتے ہیں،، چنانچہ اللہ پاک کا فرمان ہے:::

وَاذْكُرْ عِبٰدَنَاۤ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ اُولِی الْاَیْدِیْ وَالْاَبْصَارِ(45)اِنَّاۤ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ(46)وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارِؕ(47)

ترجمہ کنزالعرفان::: اور ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کو یاد کرو جو قوت والے اور سمجھ رکھنے والے تھے۔ بیشک ہم نے انہیں ایک کھری بات سے چن لیا وہ اس (آخرت کے) گھر کی یاد ہے۔ اور بیشک وہ ہمارے نزدیک بہترین چُنے ہوئے بندوں میں سے ہیں۔۔۔۔

سوال::: عقیدہ آخرت کے حوالے سے مبلغ کو کن چیزوں کا لحاظ رکھنا چاہیے؟؟؟

جواب::: اسے چاہیے کہ عقیدہ آخرت کے بارے میں جانتا ہو۔۔۔

مرنے کے بعد اٹھائے جانے کے عقلی و نقلی دلائل سے واقف ہو۔۔۔۔۔

جنت و دوزخ کے متعلق اسلامی نظریات کو جانتا ہو۔۔۔۔۔

منکرین بعثت کو جواب دے سکتا ہو۔۔۔۔۔

عقیدہ آخرت کے معاشرے پہ مرتب ہونے والے اثرات کو جانتا ہو۔۔۔۔

((تیسری فصل))

((اصلاح اور تربیت))

سوال::: قوم کی اصلاح و تربیت پہ توجہ دینا انبیاء کے لیے کتنا اہم ہے؟؟؟

جواب::: انبیاء کرام کی یہ ایک اہم ذمہ داری تھی کہ وہ قوم کی اصلاح و تربیت پہ توجہ دیں کیونکہ کسی بھی معاشرے کا نظام تبھی درست ہوگا جب وہاں کے لوگوں کی تربیت کی جائے گی اور اس کی وجہ سے انسان بامقصد زندگی کی جانب متوجہ ہوتا ہے،، چنانچہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے:::

وَجَعَلْنٰهُمْ اَىٕمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَیْنَاۤ اِلَیْهِمْ فِعْلَ الْخَیْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَآءَ الزَّكٰوةِۚ-وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِیْنَ(73)

ترجمہ::: اور ہم نے انہیں امام بنایا کہ ہمارے حکم سے رہنمائی کرتے ہیں اور ہم نے ان کی طرف اچھے کام کرنے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی وحی بھیجی اور وہ ہماری عبادت کرنے والے تھے۔۔۔۔

سوال::: تزکیہ نفس کے حوالے سے مبلغ کو اپنے اندر کون سی خصوصیات پیدا کرنی چاہیے؟؟؟

جواب::: مبلغ کو چاہیے کہ تصوف کی کتب کا بکثرت مطالعہ کرے، ھلکات سے خود سے بچائے، نجات دلانے والے اعمال اختیار کرے، تصوف کی تعلیمات کو پیش نظر رکھے، کسی بھی جامع شرائط پیر صاحب کا مرید ہو جائے اور ان کی پیروی کرے۔۔۔۔

((چوتھی فصل))

((برائی سے روکنا))

سوال::: حضرت ہود اور حضرت شعیب علیہما السلام کی قومیں کن خرابیوں میں مبتلا تھیں؟؟؟

جواب::: حضرت ہود علیہ السلام کی قوم کی خرابیاں:::

راستے میں بیٹھ کر مسافروں کا مذاق اڑاتے تھے،، ہمیشہ رہنے کی امید پہ مضبوط گھر بناتے تھے اور جب کسی کی گرفت کرتے تھے تو انتہائی بیدردی سے کرتے تھے۔۔۔۔۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کی خرابیاں:::

یہ لوگ ناپ تول میں کمی کرتے تھے،، راستے میں بیٹھ کر مسافروں کو ڈراتے تھے،، زمین میں فساد پھیلاتے تھے۔۔۔۔

سوال::: برائی سے منع کرنے کے لیے مبلغ کو کون سے اصول مد نظر رکھنے چاہییں؟؟؟

جواب:: مبلغ کو چاہیے کہ جس جگہ نیکی کی دعوت دینی ہے وہاں کا عرف جان لے،، معاشرے میں فساد کا باعث بننے والی چیزوں کا حل تلاش کرے،، بولنے کا ملکہ پیدا کرے،، اہم شخصیات سے تعلق قائم کرے،، حاضر جوابی کی مشق کرے۔۔۔۔

((پانچویں فصل))

((انبیائے کرام کی مشترکہ عبادت))

سوال::: کیا تمام انبیاء کی شریعتیں ایک جیسی ہیں؟؟؟

جواب::: تمام انبیاء کرام نے جن عقائد کی طرف دعوت دی وہ عقائد ایک ہی تھے البتہ عبادات مختلف تھیں،، چنانچہ اللہ پاک کا فرمان ہے:::

شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ؕ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ (13)

ترجمہ کنزالعرفان::: اس نے تمہارے لیے دین کا وہی راستہ مقرر فرمایا ہے جس کی اس نے نوح کو تاکید فرمائی اور جس کی ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی اور جس کی ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو تاکید فرمائی کہ دین کو قائم رکھو اور اس میں پھوٹ نہ ڈالو۔

مشرکوں پر یہ دین بہت بھاری ہے جس کی طرف تم انہیں بلاتے ہو اور اللہ اپنی طرف چن لیتا ہے جسے چاہتا ہے اور جو رجوع کرتا ہے اسے اپنی طرف ہدایت دیتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: کیا سابقہ امتوں پہ روزہ، نماز، زکوۃ، حج اور دیگر عبادات لازم تھیں ؟؟؟

جواب::: جی ہاں،، روزے کے بارے میں اللہ پاک کا ارشاد ہے:::

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ(183)

ترجمہ کنزالعرفان:::

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔۔۔۔۔

حج کے بارے میں حضرت ابراھیم علیہ السلام سے ارشاد فرمایا:::

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِیْمَ مَكَانَ الْبَیْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَیْــٴًـا وَّ طَهِّرْ بَیْتِیَ لِلطَّآىٕفِیْنَ وَ الْقَآىٕمِیْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ(26)وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ(27)

ترجمہ::: اور یاد کرو جب ہم نے ابراہیم کو اس گھر کا صحیح مقام بتادیا اور حکم دیا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع سجدہ کرنے والوں کیلئے خوب صاف ستھرا رکھو۔۔۔۔اور لوگوں میں حج کا عام اعلان کردو، وہ تمہارے پاس پیدل اور ہر دبلی اونٹنی پر (سوار ہوکر) آئیں گے جو ہر دور کی راہ سے آتی ہیں۔۔۔۔

نماز زکوۃ اور اخلاقیات کے بارے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہے:::

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ﳴ اٰتٰىنِیَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا(30)وَّ جَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ۪-وَ اَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا(31)وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَتِیْ٘-وَ لَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا(32)

ترجمہ::: بچے نے فرمایا: بیشک میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے۔اور اس نے مجھے مبارک بنایا ہے خواہ میں کہیں بھی ہوں اور اس نے مجھے نماز اور زکوۃ کی تاکید فرمائی ہے جب تک میں زندہ رہوں۔اور (مجھے) اپنی ماں سے اچھا سلوک کرنے والا (بنایا) اور مجھے متکبر، بدنصیب نہ بنایا۔۔۔۔

سوال::: کیابقیہ انبیاء کوماننے والے لوگوں کی تعداد کثیر تھی؟؟؟

جواب::: جی نہیں بقیہ انبیاء کرام کوماننے والے لوگوں کی تعداد بہت کم تھی مثلاً حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کوساڑھے نو سو سال دعوت دی لیکن 80یا82لوگ مسلمان ہوئے۔۔۔۔۔

سوال::: عبادت کے حوالے سے مبلغ کے لیے راہ نمااصول بیان کریں۔۔۔

جواب::: مبلغ کوچاہیے کہ عبادت کے مسائل کاعلم حاصل کرے،،عبادت کے فضائل پہ احادیث کویاد کرے،،عبادت کے خاص ایام کے بارے میں مطالعہ کرے مثلاروزہ حج وغیرہ،،علماء سے رابطے میں رہے۔۔۔۔۔

((تیسراباب))

((حضرت نوح علیہ السلام کامنہج دعوت))

سوال::: کون سے اصول ہرداعی ومبلغ کی رہنمائی کی بنیادہیں؟؟؟

جواب::: دین اسلام کے قواعدواصول ہرمبلغ کی رہنمائی کی بنیادہیں۔۔۔

سوال::: آدم ثانی اوراول الرسل کس کالقب ہے؟؟؟

جواب::: حضرت نوح علیہ السلام کا۔۔۔

سوال::: دعوت نوح علیہ السلام کی بنیادکتنی اورکون سی چیزوں پہ ہے؟؟؟تفصیلاًبیان کریں۔۔۔

جواب::: دعوت نوح کی بنیادتین چیزیں ہیں:::

(1)دعوت توحید

تمام انبیاءنےاپنی اپنی قوم کوتوحیدکی دعوت دی لیکن قوم نوح نے جس بدتمیزی کاارتکاب کیااورحضرت نوح علیہ السلام نے کس طرح ان کوسمجھایااس میں مبلغ کے لیے رہنمائی ہے۔۔۔۔۔

حضرت نوح علیہ السلام چالیس برس کی عمر میں مبعوث کیے گئے پھر آپ نے قوم کو باطل معبودوں سے روکنے کی کوشش کی جیسا کہ اللہ پاک کا فرمان ہے:::

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ- اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ

ترجمہ::: بیشک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو اس نے کہا: اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ بے شک میں تم پر بڑے دن کے عذاب کا خوف کرتا ہوں۔۔۔۔

توحید کے ساتھ ساتھ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو تقوی کی دعوت بھی دی،، چنانچہ اللہ پاک کا فرمان ہے:::

اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ (106) اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ (107) فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ (108)

ترجمہ::: جب ان سے ان کے ہم قوم نوح نے فرمایا: کیا تم ڈرتے نہیں؟؟؟ بیشک میں تمہارے لیے ایک امانت دار رسول ہوں۔ تو اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔۔۔۔

(2) رد شرک

سب سے پہلے شرک کا ارتکاب حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے کیا جس پہ آپ نے سخت تنقید فرمائی اور انہیں شرک سے روکا لیکن انہوں نے ہٹ دھرمی اختیار جس کے نتیجے میں ہلاک ہوئے،، اللہ عزوجل کا فرمان ہے:::

وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ۬ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا (23)

ترجمہ::: اور انہوں نے کہا: تم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور ہرگز وَدّ اور سُواع اور یَغُوث اور یَعُوق اور نَسر (نامی بتوں) کو نہ چھوڑنا۔۔۔۔

(3) اخوت مساوات

انسان تب کامیاب ہو گا جب وہ خود کو دوسروں سے برتر نہ سمجھے اور بھائی چارے کا ماحول پیدا کرے کیونکہ جب ایک انسان خود کو دوسروں سے افضل سمجھتا ہے تو فساد پیدا ہوتا ہے،، حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے لوگ میں بھی یہ بیماری موجود تھی اور وہ

مومنین کو اپنے سے کم درجہ سمجھتے تھے جس پر حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو سمجھایا،، اس منظر کو اللہ پاک نے یوں بیان فرمایا :::

فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَ مَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِیْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ ۚ-وَ مَا نَرٰى لَكُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍۭ بَلْ
نَظُنُّكُمْ كٰذِبِیْنَ(27) قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَ اٰتٰىنِیْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّیَتْ عَلَیْكُمْ ؕ-اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَ اَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ(28) وَ
یٰقَوْمِ لَاۤ اَسْــٴَـلُكُمْ عَلَیْهِ مَالًا ؕ-اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَ مَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ-اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَ لٰكِنِّیْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ(29) وَ یٰقَوْمِ مَنْ
یَّنْصُرُنِیْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ؕ-اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ(30)

ترجمہ::: تو اس کی قوم کے کافر سردار کہنے لگے: ہم تو تمہیں اپنے ہی جیسا آدمی سمجھتے ہیں اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ تمہاری پیروی صرف ہمارے سب سے کمینے لوگوں نے سرسری نظر دیکھ کر بغیر سوچ سمجھے کرلی ہے اور ہم تمہارے لئے اپنے اوپر کوئی فضیلت نہیں پاتے بلکہ ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں۔۔۔ فرمایا: اے میری قوم! بھلا بتاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی طرف سے دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاس سے رحمت عطا فرمائی ہو پھر تم (خود ہی) اسے دیکھنے سے اندھے رہو تو کیا میں تمہیں اس (کو قبول کرنے) پر مجبور کروں حالانکہ تم اسے ناپسند کرتے ہو؟؟؟ اور اے قوم! میں تم سے اس پر کوئی مال نہیں مانگتا، میرا اجر تو اللہ ہی پر ہے اور میں مسلمانوں کو دور نہیں کروں گا بیشک یہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں لیکن میں تم لوگوں کو بالکل جاہل قوم سمجھتا ہوں۔۔۔ اور اے میری قوم! اگر میں انہیں دور کردوں تو مجھے اللہ سے کون بچائے گا؟ تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟؟؟؟

سوال::: دعوت نوح میں مبلغ کے لیے کون سے اصول پوشیدہ ہیں؟؟؟

جواب::: داعی کو چاہیے کہ مدعوین کے دل ودماغ میں عقیدہ توحید پختہ کردے،، توحید کے ساتھ ساتھ تقویٰ اختیار کرنے کی بھی دعوت دیتا رہے،، شرک کے حوالے سے تربیت کرے،، حسب ونسب پہ فخر کرنے سے بچے،، عذاب الٰہی سے ڈرانے کے ساتھ ساتھ اللہ پاک کی رحمت کا بھی ذکر کرے۔۔۔۔

((دوسری فصل))

((دعوت نوح کا اسلوب))

سوال::: دعوت نوح کا اسلوب کتنی چیزوں پہ مشتمل ہے؟؟؟

جواب::: تین چیزوں پہ:::

(1)شفقت بھراانداز

(2)انداز دعوت میں وسعت

(3)غور وفکر کی ترغیب

سوال::: نیکی کی دعوت میں دینے میں مبلغ کے انداز کی کیا اہمیت ہے؟؟؟

جواب::: مبلغ کاانداز دعوت انتہائی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ نیکی کی دعوت کا مقصد اگلے بندے کو اپنی طرف مائل کرنااور اسے دل سے دعوت قبول کروانا ہوتا ہے،،اور یہ چیز تبھی حاصل ہو گی جب انداز انتہائی شفیق اور نرم ہو گا۔۔۔۔

کہا جاتا ہے"""زبان شیریں ملک گیری،زبان ٹیڑھی ملک بانکا"""یعنی نرم زبان سے بہت سے کام نکل جاتے ہیں جبکہ سخت کلامی سب کو دشمن بنادیتی ہے۔۔۔۔

سوال::: حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو دعوت دینے کے لیے کون سا انداز اپنایا؟؟؟

جواب::: آپ علیہ السلام کی قوم انتہائی بد تمیز اور ضدی قوم تھی وہ آپ کی شخصیت پر الفاظ کے تیر برساتے تھے لیکن اس کے باوجود حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو انتہائی شفقت و محبت کے ساتھ دعوت دی اور اپنا فرض پورا کیا،، لیکن انہوں نے آپ کی دعوت کو قبول نہ کی اور عذاب الٰہی کا شکار ہوئے اس حوالے سے اللہ پاک کا فرمان ہے:::

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ (61) اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (62) اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (63) فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ (64)

ترجمہ::: فرمایا:اے میری قوم! مجھ میں کوئی گمراہی نہیں لیکن میں تو ربُّ العالمین کا رسول ہوں۔ میں تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے وہ علم رکھتا ہوں جو تم نہیں رکھتے۔اور کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہے کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے تمہیں میں سے ایک مرد کے ذریعے نصیحت آئی تاکہ وہ تمہیں ڈرائے اور تاکہ

تم ڈرو اور تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ تو انہوں نے نوح کو جھٹلایا تو ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے سب کو نجات دی اور ہماری آیتیں جھٹلانے والوں کو غرق کر دیا بیشک وہ اندھے لوگ تھے۔۔۔۔۔

سوال::: کیا مبلغ کو اپنی دعوت کے انداز میں وسعت پیدا کرنی چاہیے ؟؟؟

جواب::: مبلغ کو چاہیے کہ اپنے انداز میں وسعت پیدا کرے کیونکہ ایک ہی چیز کو انسان جب بار بار ملاحظہ کرتا ہے تو وہ تھک جاتا ہے یا اس کا عادی ہو جاتا ہے اور یہ دونوں چیزیں انسان کو نیکی کی دعوت قبول کرنے میں رکاوٹ بنتی ہیں لہذا حکمت کا تقاضا یہی ہے کہ مبلغ اپنے انداز میں وسعت پیدا کرے اور وہ تمام طریقے اختیار کرے جن کی وجہ سے لوگ اس کی طرف متوجہ ہوں حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو سمجھانے کے لیے کئی طریقے اختیار کیے لیکن وہ قوم ہمیشہ راہ فرار اختیار کرتی اس حوالے سے اللہ پاک کا فرمان ہے:::

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّ نَهَارًا(5) فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآءِیْۤ اِلَّا فِرَارًا(6) وَ اِنِّیْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْۤا اَصَابِعَهُمْ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَ اسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ وَ اَصَرُّوْا وَ اسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا(7) ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا(8) ثُمَّ اِنِّیْۤ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَ اَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا(9)

ترجمہ کنزالعرفان::: عرض کی: اے میرے رب! بیشک میں نے اپنی قوم کو رات دن دعوت دی۔ تو میرے بلانے سے ان کے بھاگنے میں ہی اضافہ ہوا۔ اور بیشک میں نے جتنی بار انہیں بلایا تاکہ تو انہیں بخش دے تو انہوں نے اپنے کانوں میں اپنی انگلیاں ڈال لیں اور اپنے کپڑے اوڑھ لیے اور وہ ڈٹ گئے اور بڑا تکبر کیا۔ پھر یقیناً میں نے انہیں بلند آواز سے دعوت دی۔ پھر یقیناً میں نے ان سے اعلانیہ بھی کہا اور آہستہ خفیہ بھی کہا۔۔۔۔

سوال::: اللہ عزوجل نے قران کریم میں جگہ جگہ کائنات میں غور و فکر کرنے کی کیوں ترغیب دلائی ؟؟؟

جواب::: اللہ عزوجل نے قران کریم میں لوگوں کو بالخصوص مشرکین کو کائنات میں غور و فکر کرنے کا حکم دیا تاکہ وہ اللہ پاک کی نعمتوں کو ملاحظہ کریں اور اللہ پاک کی ذات کا اعتراف کر سکیں حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو اسی چیز کی دعوت دی کہ بغیر ستونوں کے یہ آسمان کیسے قائم کیا گیا ؟؟؟ زمین کیسے ہموار کی گئی ؟؟؟ تو یہ تمام چیزیں آپ نے اپنی قوم کو بتائیں لیکن اس کے باوجود وہ قوم ایمان نہ لائی۔۔۔۔

سوال::: حضرت نوح علیہ السلام کے اسلوب دعوت کی روشنی میں مبلغ کو کیا رہنمائی حاصل ہوتی ہے ؟؟؟

جواب::: مبلغ کو چاہیے کہ لوگوں کو اپنی طرف مائل کرے،،انداز مین وسعت پیدا کرے،، مختلف طریقوں سے نیکی کی دعوت پیش کرے،، کائنات کے عجائب و غرائب دکھا کر مدعو کو قائل کرنے کی کوشش کرے۔۔۔۔

((تیسری فصل))

((حضرت نوح علیہ السلام کی ثابت قدمی))

سوال::: دعوت نوح میں ثابت قدمی کا عنوان کتنی اور کون سی چیزوں پہ مشتمل ہے؟؟؟

جواب::: یہ تین چیزوں پہ مشتمل ہے:::

(1)مسلسل کوشش

(2)معاملہ اللہ کے سپرد کرنا

(3)اللہ پر توکل

سوال::: مقصد کے حصول کے لیے مسلسل کوشش کی کیا اہمیت ہے؟؟؟

جواب::: مقصد کو حاصل کرنے کے لیے سب سے بنیادی چیز مسلسل کوشش کرنا ہے اس کے بغیر انسان کو کبھی مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔۔۔ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی مقصد کے حصول کے لیے اپنی قوم کو ساڑھے نو سو سال دعوت دی لیکن انہوں نے قبول نہ کی اور عذاب الہی کا مطالبہ کر دیا۔۔۔۔

اللہ عزوجل کا فرمان ہے:::

قَالُوْا یٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ(32)

ترجمہ کنزالعرفان::: انہوں نے کہا:اے نوح! تم نے ہم سے جھگڑا کیا اور بہت زیادہ جھگڑا کر لیا ہے تو اگر تم سچے ہو تو وہ عذاب لے آؤ جس کی وعیدیں تم ہمیں دیتے رہتے ہو۔۔۔۔

سوال::: تفویض الامر الی اللہ پہ نوٹ لکھیں۔۔۔

جواب::: مومن کی ایک اعلی صفت یہ ہوتی ہے کہ وہ مقصد پورا کرنے کے لیے اسباب اختیار کرتا ہے اور معاملہ اللہ کے سپرد کردیتا ہے پھر وہ اللہ کی رضا میں راضی رہتا ہے اگرچہ اسباب کا نتیجہ اس کی خواہش کے مطابق نہ آئے چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو سمجھانے کی ہر طرح کی کوشش کی لیکن اس کے باوجود اس قوم نے آپ کی دعوت کو رد کردیا،، اس حوالے سے اللہ پاک کا فرمان ہے:::

وَلَا يَنفَعُكُمْ نُصْحِي إِنْ أَرَدتُّ أَنْ أَنصَحَ لَكُمْ إِن كَانَ اللَّهُ يُرِيدُ أَن يُغْوِيَكُمْ ۚ- هُوَ رَبُّكُمْ- وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ(34)

ترجمہ کنزالعرفان::: اور اگر میں تمہاری خیر خواہی کرنا چاہوں تو تب بھی میری نصیحت تمہیں نفع نہیں دے گی اگر اللہ تمہیں گمراہ کرنا چاہتا ہو۔ وہ تمہارا رب ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤگے۔۔۔۔۔

سوال::: اللہ پہ توکل کرنے کا مبلغ کی زندگی پہ کیا اثر پڑتا ہے؟؟؟

جواب::: اللہ پہ بھروسہ کرنے کی وجہ سے مبلغ کے اندر حوصلہ اور ہمت پیدا ہوتی ہے وہ بغیر کسی سے ڈرے اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچاتا ہے وہ کسی بھی مشکل سے نہیں ڈرتا کیونکہ اس کے ذہن میں یہ بات بیٹھ چکی ہوتی ہے کہ میرا حقیقی رازق اللہ پاک ہی ہے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے جب آپ کے خلاف سازش کرنا چاہی تو آپ نے انتہائی خوبصورت جواب دیا جس کو اللہ پاک نے یوں بیان کیا:::

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ ۘ- إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ إِن كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُم مَّقَامِي وَتَذْكِيرِي بِآيَاتِ اللَّهِ فَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْتُ فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوا إِلَيَّ وَلَا تُنظِرُونِ(71)

ترجمہ کنزالعرفان::: اور انہیں نوح کی خبر پڑھ کر سناؤ جب اس نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم اگر میرا قیام کرنا اور میرا اللہ کی آیتوں کے ذریعے نصیحت کرنا تم پر بھاری ہے تو میں نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا تو تم اپنا کام اور اپنے شریکوں کو جمع کرلو پھر تمہارا کام تم پر پوشیدہ نہ رہے پھر میرے بارے میں جو کچھ کرسکتے ہو کرلو اور مجھے کوئی مہلت نہ دو۔۔۔۔۔

سوال::: حضرت نوح علیہ السلام کی ثابت قدمی سے مبلغ کو کیا سیکھنے کو ملتا ہے؟؟؟

جواب::: مبلغ کو چاہیے کہ ثابت قدمی سے نیکی کی دعوت دے،، حوصلہ شکنی کرنے والوں کی طرف توجہ نہ کرے،، اپنے اوپر اعتماد کرنے کی بجائے اللہ پہ توکل کرے۔۔۔۔۔

((چوتھاباب))

((آخری پیغمبر کی نیکی کی دعوت))

سوال::: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنا عرصہ لوگوں کو دین کی دعوت دی؟؟؟

جواب::: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے 23 سال لوگوں کو دین کی دعوت دی۔۔۔۔

سوال::: تدریج کے بارے میں اپ کیا جانتے ہیں؟؟؟

جواب::: تدریج کا مطلب ہے کسی چیز کا مرحلہ وار آگے بڑھنااور یہ ایسااصول ہے کہ دنیا کی ہر چیز اسی اصول کے تابع ہے۔۔۔

ہر وہ چیز جواس اصول کے تحت پروان چڑھے وہ اس چیز کے مقابلے میں زیادہ مضبوط ہوتی ہے جو تدریج کے بغیر ابھرے۔۔۔

سوال::: بعثت نبوی کے وقت مکہ کی صورتحال کیا تھی؟؟؟اوراس کے لیے کیا حکمت عملی اپنائی گئی؟؟؟

جواب::: بعثت نبوی کے وقت مکہ کفروشرک کا مرکز بن چکا تھاحتی کہ ہندوستان والے بھی مکہ کے مشرکوں کو اپنا بڑامانتے تھے،، صرف کفروشرک ہی نہیں بلکہ وہ قوم اخلاقی پستی کا بھی شکار تھی۔۔۔۔

ایسے حالات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کمال فراست سے ان لوگوں کے دلوں میں اسلام کی محبت ڈالی،، مرحلہ واران کو دعوت دیتے گئے اور یوں آہستہ آہستہ ساراعرب دامن اسلام سے وابستہ ہوگیا۔۔۔۔

سوال::: دعوت دین کے کتنے اور کون سے ادوار ہیں؟؟؟اصول الدعوۃ کی روشنی میں تفصیلا بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: دعوت دین کے چھ ادوار تھے:::

(1) نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ابتدامیں تین سال تک لوگوں کو نیکی کی دعوت دی جس کے نتیجے میں تقریبا40 مردوعورت دامن اسلام سے وابستہ ہوئے۔۔۔۔

نیکی کی دعوت کا یہ سلسلہ حضرت ارقم بن ابوارقم کے گھر میں چلتا تھااسی وجہ سے اس دور کو مرحلہ ارقمیہ بھی کہاجاسکتاہے۔۔۔۔

اس دور کی ابتداءان آیات کے نزول کے بعد ہوئی:::

يَاأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ (1) قُمْ فَأَنذِرْ (2)

ترجمہ کنزالعرفان::: اے چادر اوڑھنے والے۔ کھڑے ہو جاؤ پھر ڈر سناؤ۔۔۔

(2) دعوت کے دوسرے دور نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلانیہ دعوت دینا شروع کی اس سے کئی خوش نصیب سیدھے راستے پہ آ گئے جبکہ کچھ نے ہٹ دھرمی دکھائی،، اس حوالے سے اللہ عزوجل کا فرمان ہے:::

وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ (214) وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ (215) فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ (216)

ترجمہ کنزالعرفان::: اور اے محبوب! اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ۔ اور اپنے پیروکار مسلمانوں کے لیے اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ۔ پھر اگر وہ تمہارا حکم نہ مانیں تو فرمادو میں تمہارے اعمال سے بیزار ہوں۔۔۔۔

(3) جس طرح سورج کی کرنوں کو نہیں روکا جا سکتا اسی طرح حق کے پیغام کو پھیلنے سے بھی روکنا ناممکن ہے،، جب کفار نے بنو ہاشم کا بائیکاٹ کر دیا تو عرب میں جو لوگ حج کے لیے آتے وہ اس بائیکاٹ کا سنتے،، پھر تجسس کے مارے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچ جاتے اور کفار کے ظلم دیکھتے،، جن کی قسمت میں ہدایت ہوتی تھی وہ ایمان لے آتے اور بقیہ محروم رہتے البتہ اپنے اپنے علاقوں میں جا کر اس دعوت کا ضرور تذکرہ کرتے۔۔۔۔۔

(4) جب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چچا ابو طالب کا انتقال ہوا تو کفار کے ظلم و ستم میں مزید اضافہ ہو گیا لیکن اس کے باوجود بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے عزم میں کوئی فرق نہیں آیا۔۔۔۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم دعوت دینے کے لیے مکہ کے قریبی شہر طائف تشریف لے گئے لیکن وہاں کے لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو نازیبا الفاظ کہے اور اوباش لڑکوں کو پتھر مارنے کے لیے پیچھے لگا دیا جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ انتہائی برا سلوک کیا۔۔۔

طائف کا یہ سفر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لیے ایک بڑی فتح ثابت ہوا وہ یوں کہ واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مقام نخلہ میں کچھ عرصہ قیام کیا اور وہاں جنات کی ایک جماعت نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہاتھ پہ اسلام قبول کیا اس سارے معاملے کو اللہ پاک نے قران کا قران پاک میں یوں بیان کیا:::

وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنصِتُوا ۖ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَىٰ قَوْمِهِم مُّنذِرِينَ (29) قَالُوا يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنزِلَ مِن ۢ بَعْدِ مُوسَىٰ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَىٰ طَرِيقٍ مُّسْتَقِيمٍ (30) يَا قَوْمَنَا أَجِيبُوا دَاعِيَ اللَّهِ وَآمِنُوا بِهِ يَغْفِرْ لَكُم مِّن

ذُنُوْبِكُمْ وَ یُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ (31) وَ مَنْ لَّا یُجِبْ دَاعِیَ اللّٰهِ فَلَیْسَ بِمُعْجِزٍ فِی الْاَرْضِ وَ لَیْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءُ ؕ- اُولٰٓىٕكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (32)

ترجمہ کنزالعرفان::: اور (اے حبیب! یاد کرو) جب ہم نے تمہاری طرف جنوں کی ایک جماعت پھیری جو کان لگا کر قرآن سنتی تھی پھر جب وہ نبی کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو کہنے لگے: خاموش رہو (اور سنو) پھر جب تلاوت ختم ہو گئی تو وہ اپنی قوم کی طرف ڈراتے ہوئے پلٹ گئے۔ کہنے لگے: اے ہماری قوم! ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد نازل کی گئی ہے وہ پہلی کتابوں کی تصدیق فرماتی ہے، حق اور سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ اے ہماری قوم! اللہ کے منادی کی بات مانو اور اس پر ایمان لاؤ وہ تمہارے گناہوں میں سے بخش دے گا اور تمہیں دردناک عذاب سے بچالے گا۔ اور جو اللہ کے بلانے والے کی بات نہ مانے تو وہ زمین میں قابو سے نکل کر جانے والا نہیں ہے اور اللہ کے سامنے اس کا کوئی مددگار نہیں ہے۔ وہ کھلی گمراہی میں ہیں۔۔۔۔۔

(5) دعوت دین کے پانچویں دور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دور دراز سے حج پہ آنے والے حاجیوں کو نیکی کی دعوت دی اس کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم لوگوں کے قبائل میں تشریف لے جاتے اور انہیں قران سناتے نیکی کی دعوت پیش کرتے کچھ ان میں سے اسلام قبول کر لیتے جبکہ بقیہ نہ کرتے البتہ مختلف علاقوں میں جا کر یہ بات ضرور سناتے جس کی وجہ سے مستقبل میں اسلام کو کافی فائدہ ہوا۔۔۔۔۔

(6) اخر کار وہ وقت آ ہی پہنچا جب اسلام کا بول بالا ہونا تھا ہوا یوں کہ مدینہ کے چھ لوگوں کا ایک قافلہ حج کرنے کے لیے مکہ آیا اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا اگلے سال 12 افراد مدینہ سے تشریف لائے اور انہوں نے اسلام قبول کیا اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے تربیت یافتہ صحابی حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو مدینہ والوں کے ساتھ بھیجا تھا کہ وہ وہاں جا کر ان کو تبلیغ فرمائیں اور یوں مسلمانوں کو ایک مرکز مل گیا۔۔۔۔۔

سوال::: چھ دعوتی ادوار کی روشنی میں مبلغ کو ملنے والی رہنمائی پہ نوٹ لکھیں۔۔۔۔۔

جواب::: مبلغ کو چاہیے دعوت دینے میں تدریج کے اصول کو اپنائے رکھے،، قوت برداشت سے کام لے،، مقصد حاصل کرنے کے لیے جلد بازی نہ کرے،، دل جیتنے والا انداز اختیار کرے،، راستے میں آنے والی رکاوٹوں کو انتہائی خوش اسلوبی سے حل کرے،، مدعوین کی نفسیات کو پرکھے،، دعوت قبول کرنے والوں کی جانب توجہ دے،، مایوسی سے بچے۔۔۔۔۔

((دوسری فصل))

((احکام شرع میں تدریج))

سوال::: تدریج کن احکامات میں کروائی گئی اور کیوں؟؟؟

جواب::: تدریج ان احکامات میں کروائی گئی جن کا تعلق عبادات سے ہے تاکہ لوگوں کو آہستہ آہستہ ان کا عادی بنایا جائے مثلا نماز روزہ وغیرہ،، وہ ضروریات دین جن کا تعلق عقیدے سے ہے ان میں تدریج واقع نہیں ہوئی مثلا اللہ پاک کو ایک ماننا مرنے کے بعد اٹھنے پر ایمان لانا نبی کی نبوت پہ ایمان لانا وغیرہ ان میں تدریج نہیں کروائی گئی بلکہ ان کا حکم بیک وقت نازل ہوا۔۔۔۔۔

سوال::: نماز کی فرضیت کے تدریجی مراحل پہ نوٹ لکھیں۔۔۔۔

جواب::: نماز کی فرضیت دو مرحلوں پہ مشتمل ہے:::

(1)جب اللہ پاک نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعوت دینے کا حکم دیا تو ساتھ میں رات کے قیام کا بھی حکم دیا جیسا کہ اللہ پاک کا فرمان ہے:::

یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ(1) قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا(2)

ترجمہ::: اے چادر اوڑھنے والے۔۔۔رات کے تھوڑے سے حصے کے سوا قیام کرو۔۔۔

(2)دوسرے مرحلے میں معراج کے موقع پہ پانچ نمازوں کا تحفہ دیا،، چنانچہ فرمان باری تعالی ہے:::

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّیْلِ وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِؕ-اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا(78)

ترجمہ کنزالعرفان:::

نماز قائم رکھو سورج ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک اور صبح کا قرآن، بیشک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔۔۔

ابتداء میں نماز میں کلام اور دیگر افعال کی اجازت تھی لیکن بعد میں ان سب چیزوں سے منع کر دیا گیا جیسا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حالت نماز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کر لیا کرتے تھے اور آپ ہمیں جواب دیتے تھے لیکن

نجاشی سے واپس لوٹنے کے بعد ہم نے آپ کو حالت نماز میں سلام کیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب نہیں دیا جب وجہ پوچھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کی مشغولیت کا بتایا۔۔۔۔۔

سوال::: روزہ کی ادائیگی کے تدریجی مراحل پہ کلام کریں۔۔۔

جواب::: اس کے تین مراحل ہیں:::

(1)جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو ہر ماہ تین دن اور دس محرم کا روزہ رکھتے تھے۔۔۔۔۔

(2)دوسرے مرحلے میں روزے فرض کر دیے گئے لیکن ساتھ ساتھ فدیہ دینے یا روزے رکھنے کا اختیار دیا گیا یعنی یا فدیہ دے لو یا روزے رکھ لو،، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:::

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (183) أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ ۚ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۚ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ ۖ فَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ ۚ وَأَن تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ (184)

ترجمہ::: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاو۔۔۔ گنتی کے چند دن ہیں تو تم میں جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں رکھے اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو اُن پر ایک مسکین کا کھانا فدیہ ہے پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے تو وہ اس کے لئے بہتر ہے اور اگر تم جانو تو روزہ رکھنا تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے۔۔۔۔

(3)تیسرے مرحلے میں فدیے کا اختیار صرف شیخ فانی کے لیے محدود کر دیا گیا اس کے ساتھ ساتھ مریض اور مسافر کو بھی بعد میں روزہ رکھنے کی رخصت دی گئی۔۔۔۔

چنانچہ اللہ پاک کا فرمان ہے:::

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (185)

ترجمہ کنزالعرفان::: رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کے لئے ہدایت اور رہنمائی ہے اور فیصلے کی روشن باتوں (پر مشتمل ہے۔) تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے تو ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں رکھے۔ اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا اور (یہ آسانیاں اس لئے ہیں) تاکہ تم (روزوں کی) تعداد پوری کرلو اور تاکہ تم اس بات پر اللہ کی بڑائی بیان کرو کہ اس نے تمہیں ہدایت دی اور تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ۔۔۔۔

پہلے پہل روزے کا دورانیہ طویل تھا یعنی افطار کرنے کے بعد سونے سے پہلے پہلے جتنا کھالیا کھالیا پھر روزہ شروع ہو جاتا تھا لیکن بعد میں صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کا وقت مقرر کر دیا گیا۔۔۔۔

سوال::: شراب کس طرح حرام ہوئی؟؟؟

جواب::: شراب کی حرمت بھی تدریج کے اصول کو اپنایا گیا کیونکہ اس کو یکبار گی چھوڑنے میں آزمائش کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔۔۔

اس کی حرمت کے تین مراحل تھے:::

(1) ابتداء میں شراب کے نقصانات بیان کیے گئے کہ اس سے عقل زائل ہو جاتی ہے انسان اچھے برے کی تمیز کھو دیتا ہے،، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:::

یَسْــٴَـلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِؕ-قُلْ فِیْهِمَاۤ اِثْمٌ كَبِیْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ٘-وَ اِثْمُهُمَاۤ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَاؕ

ترجمہ::: آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ تم فرمادو: ان دونوں میں کبیرہ گناہ ہے اور لوگوں کیلئے کچھ دنیوی منافع بھی ہیں اور ان کا گناہ ان کے نفع سے زیادہ بڑا ہے۔۔۔

(2) دوسرے مرحلے میں نماز کے قریبی وقت میں شراب پینے سے روک دیا کیونکہ ایک نمازی نے شراب کے نشے میں نماز ادا کرتے ہوئے سورۃ الکافرون پڑھی اور ""لا اعبد ما تعبدون"" کی جگہ ""اعبد ما تعبدون"" پڑھ دیا۔۔۔۔

(3) تیسرے مرحلے میں شراب کو بلکل حرام کر دیا گیا،، چنانچہ اللہ پاک کا فرمان ہے:::

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ(90)

ترجمہ کنزالعرفان:::

اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور قسمت معلوم کرنے کے تیر ناپاک شیطانی کام ہی ہیں تو ان سے بچتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔۔۔۔

سوال::: اصول تدریج سے مبلغ کو کیا رہنمائی ملتی ہے؟؟؟

جواب::: داعی کو چاہیے کہ مدعو کی ذہنی کیفیت کے مطابق تدریجاً اسے نیکی کی دعوت دیتا رہے،، اس کو اپنا وقت دے اور کوشش جاری رکھے،، اپنی ذاتی ضد کو ترجیح دینے کی بجائے شرعی اصولوں کو مد نظر رکھے۔۔۔۔۔ اگر مدعو کسی خلاف شرع کام کا مرتکب ہوا ہے تو حکمت عملی سے اس کی اصلاح کرے،، جو شخص ابھی ابھی مسلمان ہوا ہے اس کی تربیت ایک حساس معاملہ ہے لہذا اس کی تربیت کرنے سے پہلے خود تربیت حاصل کرے۔۔۔۔

((دوسرا مبحث))

((تعلیم و تربیت))

سوال::: تخلیق انس و جان کا بنیادی مقصد کیا ہے؟؟؟

جواب::: اس کا بنیادی مقصد خدا تعالیٰ کی معرفت ہے،، مبلغ کو چاہیے کہ انتہائی حکمت عملی سے اس مقصد کو تکمیل تک پہنچائے۔۔۔

سوال::: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم و تربیت سے صحابہ کرام کو کیا مقام و مرتبہ ملا؟؟ چند لفظوں میں بتائیے۔۔۔۔

جواب::: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو راہ علم و معرفت کا مسافر بنایا،، ان کو اخلاقی پستیوں سے اٹھا کر اخلاقی تربیت کی معراج پہ پہنچایا۔۔۔۔

ان کو بصیرت و بصارت ایسی میں پختگی عطا فرمائی کہ وہ پوری دنیا پہ حکومت کرنے کے قابل ہو گئے۔۔۔۔۔

سوال::: دور دراز علاقوں میں رہنے والوں کی تعلیم و تربیت کے لیے کیا انداز اختیار کیا گیا؟؟؟

جواب::: دور دراز کے لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتے چند دن بارگاہ رسالت میں قیام کرتے اور پھر علم سیکھ کر اپنے اپنے علاقوں اور قبیلوں کی طرف لوٹتے۔۔۔۔

سوال::: پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آنے والے کسی ایک وفد کے بارے میں بتائیں۔۔۔

جواب::: حضرت مالک بن حویرث بیان کرتے ہیں کہ ہم چند لڑکے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور بیس دن تک وہیں ٹھہرے،،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت شفیق اور مہربان تھے،،کچھ دن بعد ہمیں گھر والوں کی یاد ستانے لگی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے محسوس کر لیا اور فرمایا""" اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ وہاں جا کر نماز ادا کرتے رہنا، دیگر لوگوں کو بھی سکھانا اور اس کی تلقین کرنا۔۔ نماز ایسے پڑھنا جیسے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے کوئی شخص اذان کہے اور جو بڑا ہو وہ نماز پڑھائے"""۔۔۔۔۔

سوال::: بنو عبد القیس کے وفد کے لوگ حرمت والے مہینوں کے علاوہ دیگر مہینوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر کیوں نہیں ہو سکتے تھے؟؟؟

جواب::: کیونکہ ان کے راستے میں مضر کے کفار کا محلہ آتا تھا اور ان کی ساتھ ان کی دشمنی تھی،،چنانچہ حرمت والے مہینوں میں عرب جنگ سے پرہیز کرتے تھے اس لیے عبد القیس کے لوگ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اگر وہ حرمت والے مہینوں کے علاوہ کسی دوسرے مہینے میں آتے تو ان کی لڑائی ہو جاتی۔۔۔

سوال::: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نے عبد القیس کے وفد کو کون سی چار باتوں کا حکم دیا؟؟؟ نیز کن چار چیزوں سے منع کیا ؟؟؟

جواب::: مندرجہ ذیل چار باتوں کا حکم دیا:::

(1)اللہ پہ ایمان لائیں

(2)نماز ادا کرتے رہیں

(3)زکوۃ دیتے رہیں

(4)رمضان کے روزے رکھیں

مندرجہ ذیل چار چیزوں سے منع فرمایا:::

(1)حنتم

(2)دباء

(3)نقیر

(4)مزفت

((یہ چار ممنوعہ چیزیں برتنوں کے نام ہیں اور یہ شراب کو تیار کرنے اور اسے پینے میں استعمال ہوتے تھے،،ان سے اس لیے منع کیا تاکہ ان کو دیکھ کر شراب کا خیال دوبارہ نہ آئے))۔۔۔۔

((دوسری فصل))

((مستقبل تعلیم و تربیت))

سوال::: مردوں کی تعلیم کے حوالے سے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا انتظام فرمایا؟؟؟

جواب::: اپنے دور کے تقاضوں کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردوں کی تعلیم کا انتہائی اعلیٰ نظام قائم فرمایا، اصحاب صفہ اور مدینہ کے ارد گرد کے لوگ اس نظام کے تحت تعلیم حاصل کرتے تھے،، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بذات خود بھی تعلیم دیتے تھے اور کئی معلمین مقرر فرمائے تھے۔۔۔۔۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعلیم و تربیت سے فارغ ہوتے تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ تعلیم دینے میں مصروف ہو جاتے،، حضرت عبادہ بن صامت کا بیان ہے کہ میں نے لوگوں کو قرآن پاک کی تعلیم دی اور لکھنا سکھایا، حضرت عبداللہ بن سعید رضی اللہ عنہ خوش خط تھے اور زمانہ جاہلیت میں کاتب کی حیثیت سے مشہور تھے اس لیے آپ رضی اللہ عنہ اصحاب صفہ کو لکھنا سکھاتے تھے۔۔۔۔

سوال::: دور نبوی میں عورتوں کے نظام تعلیم پہ مختصر اگوٹ لکھیں۔۔۔

جواب::: پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کی تعلیم کا بھی انتظام فرمایا تھا،، مسجد نبوی میں صفۃ النساء کے مقام پہ عورتیں پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وعظ سماعت کرتیں،، اس کے علاوہ معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہفتے میں عورتوں کی تربیت کے لیے ایک دن مخصوص فرمایا تھا نیز امہات المومنین بھی عورتوں کو مسائل سکھاتی تھیں۔۔۔۔۔۔

سوال::: تعلیم وتربیت کے تحت بیان کیے گئے کلام سے مبلغ کو کون سے مدنی پھول حاصل ہوئے؟؟؟

جواب::: مبلغ کو چاہیے کہ مدعو کو علم دین کے حصول پہ ابھارے،، اس کی دینی ضرورت کے مطابق اس کی تربیت کرے،، دور دراز کے مسلمانوں کے لیے اجتماعات کا انتظام کرتا رہے،، قرآن وسنت کی تعلیم کو ترجیح دے،، نظام تعلیم میں زمانے کے تقاضوں کو مد نظر رکھے،، خواتین کی تربیت کا انتظام کرے اگر ہو سکے تو ایسی خاتون سے نکاح کرے جس کے ذریعے خواتین کی تربیت کی جا سکتی ہو۔۔۔۔۔

((پانچواں باب))

((صحابہ کرام کا منہج دعوت))

سوال::: کس خطبے کو اسلامی تعلیمات کا نچوڑ کہا جا سکتا ہے؟؟؟

جواب::: خطبہ حجۃ الوداع کو اسلامی تعلیمات کا نچوڑ کہا جا سکتا ہے۔۔۔۔

سوال::: خطبہ حجۃ الوداع میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاضرین سے کیا پوچھا؟؟؟

جواب::: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا"" کیا میں نے اللہ کا پیغام تم تک پہنچا دیا؟؟؟ حاضرین کے اقرار پہ آپ نے اللہ پاک کو گواہ بنایا اور نیکی کی دعوت کی ذمہ داری اپنی امت کو سونپتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ موجود ہیں وہ غائب تک پہنچا دیں اور ممکن ہے وہ ((غائب)) حق کے پیغام کی زیادہ حفاظت کرنے والا ہو""۔۔۔۔

سوال::: نیکی کی دعوت کے لیے صحابہ کرام کا جذبہ کیسا تھا؟؟؟

جواب::: صحابہ کرام جذبہ بہت بلند تھا اس کا اندازہ حضرت ابوذر غفاری کے اس قول سے ہوتا ہے وہ فرماتے ہیں """اگر تم میری گردن پہ تلوار رکھ دو اور مجھے یقین ہو کہ رسول اللہ سے سنا ہوا ایک کلمہ بھی ادا کرلوں گا تو تلوار کے اپنا کام دکھانے سے پہلے میں اسے ادا کروں گا""" ـــــ۔

((پہلا مبحث: اشاعت قرآن))

((پہلی فصل: جمع قرآن))

سوال::: قرآن کریم کو جمع کرنے کا فیصلہ کب کیا گیا???

جواب::: پہلے پہل تو قرآن مجید صحابہ کے سینوں میں محفوظ تھا لیکن جب مسیلمہ کذاب کے مقابلے میں حفاظ کی کثیر تعداد شہید ہو گئی تو صحابہ کرام کو خدشہ ہوا کہیں قرآن ضائع نہ ہو جائے پھر اس کو جمع کرنے کا فیصلہ کیا گیا ـــــ۔

سوال::: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد قرآن کریم کس کے پاس آیا???

جواب::: حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس ـــ۔

سوال::: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے قرآن جمع کرنے کے حوالے سے کون سے اقدامات فرمائے???

جواب::: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں اسلام کافی پھیل چکا تھا اور مختلف لہجوں کے لوگ اسلام میں شامل ہو گئے تو قرآن کی قراءات میں اختلاف رونما ہوا،، پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے قرآن کریم کا نسخہ منگوایا اور اس کی کاپی کرتے ہوئے متعدد نسخے تیار فرما کر مختلف اسلامی علاقوں میں بھیج دیے ـــ۔

((دوسری فصل))

((تعلیم قرآن))

سوال::: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قرآن کی تعلیم کو عام کرنے کے حوالے سے کون سے اقدامات فرمائے???

جواب::: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں قرآن کی تعلیم عام کرنے کے لیے زبردست کوششیں فرمائیں،،آپ رضی اللہ عنہ نے مفتوحہ علاقوں میں بڑے بڑے قراء کو بھیجاتا کہ وہ وہاں جاکر لوگوں کو تعلیم دیں۔۔۔۔۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بصرہ بھیجا،،حضرت عبادہ بن صامت،معاذ بن جبل اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہم کو شام کی جانب بھیجا،،پھر وہاں جاکر حضرت عبادہ حمص میں ٹھہر گئے،،حضرت ابوالدرداء دمشق میں اور حضرت معاذ بن جبل فلسطین میں قیام پذیر ہوئے۔۔۔۔۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے معلمین کی تقرری کے ساتھ ساتھ ان کے لیے وظیفے بھی مقرر کیے۔۔۔۔۔

سوال::: کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے طلبہ کی حوصلہ افزائی کے لیے بھی کوئی اقدام کیا؟؟؟

جواب::: جی ہاں،،آپ رضی اللہ عنہ نے طلبہ کے لیے بھی وظائف مقرر فرمائے۔۔۔۔۔

سوال::: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کس طرح کے لوگوں کو گورنر بناتے تھے؟؟؟

جواب::: آپ رضی اللہ عنہ ایسے لوگوں کو عہدے عطا فرماتے تھے جو حکومتی بصیرت رکھنے کے ساتھ ساتھ عالم وفقیہ بھی ہوتے تھے۔۔۔۔۔

سوال::: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قرآن کے اعراب کے سیکھنے کے لیے مسلمانوں کو کیا حکم دیا؟؟؟

جواب::: فرمایا جس طرح قرآن حفظ کرتے ہو اسی طرح اس کے اعراب سیکھو۔۔۔۔۔

سوال::: فرض علوم کے لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کن سورتوں کے سیکھنے پہ تاکید فرمائی؟؟؟

جواب::: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا سوری بقرہ،نساء،مائدہ،حج اور نور لازمی سیکھو کیونکہ اللہ کے فرض کردہ احکامات ان میں موجود ہیں۔۔۔۔۔

سوال::: صحابہ کرام کی بیان کردہ خدمات کے تناظر میں مبلغ کو کیا رہنمائی حاصل ہوتی ہے؟؟؟

جواب::: مبلغ کو چاہیے کہ اپنی قرأت اور خوش الحانی پہ توجہ دے،، نیکی کی دعوت کے ساتھ ساتھ تعلیم قرآن کو بھی عام کرے،، نیکی کی دعوت کی بنیاد قرآن پاک کو بنائے،، موقع مناسبت سے اپنی گفتگو میں قرآنی آیات کا استعمال کرے،، مدعوین کو قرآن کے حقوق سے آگاہ کر کے انہیں پورا کرنے کی دعوت دیتا رہے،، مدعوین کو مخصوص سورتیں یاد کرنے کی ترغیب دلاتا رہے۔۔۔۔۔

((دوسرا مبحث))

((تبلیغ دین))

سوال::: غیر مسلم صحابہ کرام کے طرز زندگی کو دیکھ کر مسلمان کیوں ہوتے تھے؟؟؟

جواب::: کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے کردار میں ایسی کشش پیدا کردی تھی کہ غیر مسلم ان کے طرز زندگی کو دیکھ کر مسلمان ہو جاتے تھے۔۔۔۔

((پہلی فصل))

((صحابہ کرام کا کردار))

سوال::: مدعوین کے لیے مبلغ کے کردار کی کیا اہمیت ہے؟؟؟

جواب::: مبلغ کا کردار مدعوین کے ذہن تبدیل کر دیتا ہے،، اگر اس کا کردار اچھا ہو گا تو لوگ اس کی بات مان کر چلیں گے ورنہ اس کی دعوت میں کوئی تاثیر نہیں ہو گی۔۔۔۔

سوال::: صحابہ کرام کے کردار پہ کوئی ایک واقعہ تحریر کریں۔۔۔۔

جواب::: ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے باجے کی آواز سنی تو اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال لیں اور راستے سے ہٹ کر چلنے لگے پھر ساتھ موجود خادم سے پوچھا کیا آواز سنائی دے رہی ہے؟؟؟ جب خادم نے آواز کے بند ہونے کا بتایا تب آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی انگلیاں کانوں سے نکالیں اور فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا جب آپ نے اس طرح کی آواز سنی تو ایسا ہی کیا۔۔۔۔

سوال::: جب حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو مصر کا والی مقرر کیا گیا تو مصر کا کون سا رئیس مسلمانوں کے اخلاق کی خبریں سن کر مسلمان ہوا؟؟؟

جواب::: شطا بن ہاموک نامی رئیس مسلمانوں کے اخلاق کی خبریں سن کر اپنے دو ہزار افراد کے ساتھ مسلمان ہو گیا۔۔۔۔

((دوسری فصل))

((نفسیات کا لحاظ))

سوال::: بیج کو تناور درخت بنانے کے لیے کن کن چیزوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے؟؟؟

جواب::: اس کے لیے ضروری ہے کہ اس کی فطری صلاحیتوں پہ توجہ دی جائے،، یہ دیکھا جائے کہ کیا یہ زمین اس قابل بھی ہے؟؟؟ وہاں کی آب و ہوا اور موسم کا بھی لحاظ رکھا جائے۔۔۔۔

سوال::: حضرت حاطب بن ابی بلتعہ اور مصر کے بادشاہ مقوقس کے درمیان ہونے والا مکالمہ سپرد قلم کریں۔۔۔۔

جواب::: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کے ذریعے اپنا خط مصر کے بادشاہ تک پہنچایا تو دونوں کے درمیان مندرجہ ذیل مکالمہ ہوا:::

مقوقس::: مجھ سے اپنے صاحب کی حالت بیان کرو کیا وہ نبی ہیں؟؟؟

حضرت حاطب::: ہاں بے شک وہ اللہ کے نبی اور اس کے رسول ہیں۔۔۔

مقوقس::: ان کی قوم نے ان کو تکالیف دیں لیکن انہوں نے قوم کے لیے بددعا کیوں نہ فرمائی؟؟؟

حضرت حاطب::: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آپ خود کہتے ہیں وہ اللہ کے رسول ہیں لیکن جب ان کی قوم نے ان کو سولی دینے کا ارادہ کیا تو انہوں نے اپنی قوم کے لیے بددعا کیوں نہ کی؟؟؟ حتیٰ کہ وہ آسمان پہ اٹھا لیے گئے۔۔۔

مقوقس::: تم نے اچھا جواب،، تم حکیم ہو اور حکیم کے پاس سے آئے ہو۔۔۔۔

سوال::: صحابہ کرام کے کردار اور نفسیات کے لحاظ رکھنے سے مبلغ کو کیا سیکھنے کو ملا؟؟؟

جواب::: مبلغ کو چاہیے کہ اپنے کردار کو پاک رکھے،، طبیعت میں برداشت پیدا کرے،، بغیر دلیل کے بات نہ کرے،، مدعوین کی نفسیات کا لحاظ رکھے،، مدعو اگر کسی دوسرے مذہب سے تعلق رکھتا ہے تو اس کے سوالات کے جوابات پہلے سے سوچ لے،، اس کے ساتھ شفقت بھرا برتاؤ کرے۔۔۔۔۔

((چھٹا باب))

((مجددین کا منہج دعوت))

سوال::: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد دین کی خدمت کن کے سپرد ہوئی؟؟؟

جواب::: صحابہ کرام کے بعد اس ذمہ داری کو تابعین، علماء اور صالحین نے اٹھایا۔۔۔

سوال::: اللہ عزوجل کتنے سال بعد اس امت میں مجدد بھیجے گا؟؟؟

جواب::: اللہ عزوجل اس امت میں ہر صدی کے اختتام پہ مجدد بھیجے گا جو اللہ کے دین کی تجدید کرے گا۔۔۔۔

سوال::: عقائد و نظریات میں آنے والی خرابیوں کو دور کرنے کے لیے مجددین نے کتنے اور کون سے ذرائع استعمال فرمائے؟؟؟

جواب::: مجددین نے تین ذرائع استعمال فرمائے:::

(1) تحریر و تصنیف

(2) مناظرہ

(3) تقریر

سوال::: تحریر و تصنیف میں مجددین کی خدمات سپرد قلم کریں۔۔۔

جواب:: حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ پہلی صدی کے مجدد ہیں،، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سے پہلے آنے والے حکمرانوں کے طور طریقوں کو بدلا،، حکمرانوں کی امتیازی خصوصیات مٹانے کی کوششیں کیں اور دوبارہ اسلام کا عدلیہ نظام قائم فرمایا۔۔۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کارنامہ ہے کہ آپ نے دور صدیقی اور عہد فاروقی کی یاد تازہ فرمادی۔۔۔۔

امام غزالی پانچویں صدی کے مجدد ہیں،،آپ کے دور میں فلاسفہ میں اسلامی عقائد کو خراب کرنے کی کوششیں فرمائیں توآپ نے ان کے رد پہ مختلف کتب تصنیف فرمائیں جن کے نتیجے میں کئی مسلمان راہ راست پہ آگئے۔۔۔۔۔

امام جلال الدین سیوطی نویں صدی کے مجدد ہیں ان کے زمانے میں کچھ لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کے ایمان پہ انگلیاں اٹھائیں توانہوں نے ان کے رد پہ چھ کتابیں تصنیف فرمائیں۔۔۔۔۔

سوال::: امام عمر بن سریج کس صدی کے مجدد ہیں نیز انہوں نے کس فرقے کے خلاف کام کیا؟؟؟

جواب::: یہ تیسری صدی کے مجدد ہیں انہوں نے فرقہ ظاہریہ کے محمد بن داؤد ظاہری سے مناظرے کیے اور اسے خاموش کروا دیا۔۔۔۔

سوال::: امام رازی کس صدی کے مجدد ہیں؟؟؟انہوں نے مناظرے کے میدان میں کون سی خدمات سرانجام دیں۔۔۔۔

جواب::: آپ چھٹی صدی کے مجدد ہیں،،آپ نے کئی فرقوں کا مقابلہ کیا اور خصوصاً معتزلہ کا رد فرمایا۔۔۔۔

سوال::: اعلیٰ حضرت کی خدمات پہ چند سطریں تحریر کریں۔۔۔۔

جواب::: اعلیٰ حضرت چودھویں صدی کے مجدد ہیں، آپ کے زمانے میں عجیب وغریب فتنے ابھرے جنھوں نے ذات باری تعالیٰ اور پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے نازیبا کلمات استعمال فرمائے،،اولیاء پہ طعن کیا گیا لیکن آپ ان سب کے مقابلے میں ایک سیسہ پلائی دیوار کی ڈٹے رہے اور ان کے گمراہ عقائد کا رد فرماتے رہے۔۔۔۔۔

سوال::: شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے کس علاقے میں اسلام کی سربلندی کے لیے کام کیا؟؟؟

جواب::: شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ دسویں صدی ہجری کے مجدد ہیں،،جب آپ ہندوستان تشریف لائے تو یہاں مختلف فتنے رونما ہو چکے تھے لیکن آپ نے تحریر وتقریر کے ذریعے ان کا رد بلیغ فرمایا۔۔۔۔۔

((دوسری فصل))

((احوال مسلمین کی تجدید))

سوال::: مسلمانوں کے احوال کو درست کرنے کے لیے مجددین نے کتنے اور کون سے ذرائع اختیار فرمائے تفصیلا نوٹ لکھیں۔۔۔۔

جواب::: مجددین نے تین ذرائع استعمال فرمائے:::

(1) تحریر و تصنیف

مجددین نے مسلمانوں کی مذہبی حالت کو بہتر کرنے کے لیے کئی کتب تحریر فرمائی حضرت عمر بن عبدالعزیز جب کوئی برائی دیکھتے تو وہاں کے گورنروں کو خط لکھ کر ان کی اصلاح فرماتے اور برے کام سے باز رہنے کی تنبیہ فرماتے اور انہیں نماز کے اوقات کی پابندی کا حکم دیتے۔۔۔۔۔

سب سے پہلے تدوین حدیث کا کام آپ نے ہی شروع فرمایا اور محدثین کو احادیث لکھنے اور ان کی اشاعت کرنے پر ابھارا۔۔۔۔۔

مجدد الف ثانی جو کہ گیارہویں صدی کے مجدد ہیں ان کے زمانہ میں فتنہ ارتداد اور دین اکبری کے علاوہ مسلمانوں کی عملی حالت بھی کافی خراب ہو گئی تھی پس آپ نے مسلمانوں کی روحانی تربیت فرمانے کے لیے مختلف موضوعات پر کتب اور رسائل تحریر فرمائے۔۔۔۔۔

(2) وعظ و نصیحت

امت کو برائیاں سے بچانے کا ایک بہترین ذریعہ وعظ و نصیحت ہے اور مجددین نے اس طریقے کو بھرپور استعمال کیا۔۔۔۔

شیخ عبدالقادر جیلانی جو کہ پانچویں صدی کے مجدد ہیں انہوں نے تصنیف کے ساتھ ساتھ وعظ و نصیحت کے ذریعے عوام کی اصلاح فرمائی اور کئی لوگوں نے اپ کے ہاتھ پہ توبہ کی۔۔۔۔

ملا علی قاری جو کہ دسویں صدی کے مجدد ہیں اپ نے اپنے زمانہ میں علم پھیلانے کے لیے تحریر کے ساتھ ساتھ وعظ و نصیحت کو بھی اپنایا اور بدعات کا رد کر کے مسلمانوں کی اصلاح فرمائی۔۔۔۔۔

عبدالقادر بدایونی جو کہ تیرہویں صدی کے مجدد ہیں آپ نے بھی امت کی اصلاح کے لیے وعظ و نصیحت کا اسلوب اختیار فرمایا۔۔۔۔

(3) درس و تدریس

امت کی اصلاح اور علم پھیلانے کے لیے درس وتدریس بھی ایک انتہائی اہم ذریعہ ہے مجددین نے درس وتدریس کو اختیار فرما کر مسلمانوں میں علم پھیلایا مثلاً امام ابن سیرین جو کہ پہلی صدی کے مجدد ہیں،، حضرت عطاء بن ابی رباح جو کہ پہلی صدی کے مجدد ہیں،، حضرت محمد بن عبدالباقی زرقانی جو کہ گیارہویں صدی کے مجدد ہیں ان تمام مجددین نے درس وتدریس کے ذریعے مسلمانوں تک علم کو پہنچایا۔۔۔

سوال::: مجددین کے کارناموں سے مبلغین کو کیا سیکھنے کو ملتا ہے؟؟؟

جواب:::: مبلغ کو چاہیے کہ نیکی کی دعوت کا کام شروع کرنے سے پہلے اپنی صلاحیتوں کو جانچ لے اور جس شعبے کی صلاحیت رکھتا ہو اسی شعبے میں کام کرے،، مجددین کی سیرت کا مطالعہ کرے،، اپنے زمانے کے لوگوں کی حالت کے پیش نظر ان کو نیکی کی دعوت دے۔۔۔

((دوسرا حصہ))

((نیکی کی دعوت کے طریقوں کے بارے میں))

((پہلا باب))

((تحریر کے بارے میں))

سوال::: """دنیا کے معاملات سین اور قاف سے چلتے ہیں"""اس عبارت کا کیا مطلب ہے؟؟؟

جواب::: سین کا مطلب ہے"""سیف"""یعنی تلوار اور قاف سے مراد ہے قلم،، یعنی تلوار اور قلم سے دنیا کے معاملات چلتے ہیں ہر دور کے مبلغین نے لوح وقلم کو اپنی خدمات کا ذریعہ بنایا اور ان کے ذریعے پوری دنیا میں اسلام کی تبلیغ کی،، لوح وقلم داعی اور مبلغ کے لیے ایک انمول ہتھیار ہیں جن کے درست استعمال سے وہ جہالت کی تاریکیوں کو ختم کر سکتا ہے۔۔۔۔

سوال::: تحریر کو اچھا اور کامیاب بنانے کے لیے کتنی باتوں کو مد نظر رکھنا چاہیے؟؟؟

جواب::: چار باتوں کو مد نظر رکھنا چاہیے:::

(1)مقصد

(2)موضوع کاانتخاب

(3) قارئین کا تعین

(4)اسلوب تحریر

سوال::: تحریر کواچھااور کامیاب بنانے میں مقصد کیا کردار ادا کرتا ہے؟؟؟

جواب::: بے مقصد لکھی گئی تحریر بے جان ہوتی ہے جبکہ مقصد کی وجہ سے تحریر میں جان آجاتی ہے لہذا اگر لکھاری چاہتا ہے کہ اس کے خیالات پوری طرح قارئین تک پہنچیں تو وہ پہلے اپنے مقصد کا تعین کرے۔۔۔

سوال::: کیا تحریر لکھنے سے پہلے موضوع کاانتخاب کرنا ضروری ہے؟؟؟

جواب::: جی ہاں تحریر لکھنے سے پہلے موضوع کاانتخاب اتنا ضروری ہے جیسے عمارت کے لیے زمین کیونکہ بغیر زمین کے عمارت کھڑی کرنا ممکن نہیں اسی طرح بغیر موضوع کے تحریر لکھنا بھی ممکن نہیں۔۔۔ موضوع جتنا دلچسپ ہوگا تحریر اتنی ہی عمدہ ہوگی عام طور پر وہ لکھاری جو نیا نیا لکھنا شروع کرتے ہیں وہ موضوع کے حوالے سے کافی الجھن کا شکار نظر آتے ہیں لیکن موضوع کاانتخاب کرنا بہت زیادہ آسان ہے آسمان اور زمین کے درمیان جو کچھ بھی ہے وہ سب چیزیں ایک لکھاری کے لیے موضوع بن سکتی ہیں۔۔۔۔

سوال::: موضوع کی تعریف کریں نیز موضوع اور مرکزی خیال میں مثال کے ذریعے فرق بیان کریں۔۔۔

جواب::: کسی بھی علم کا موضوع وہ چیز ہوتی ہے جس کے عوارض ذاتیہ سے اس علم میں بحث کی جائے۔۔۔۔

موضوع اور مرکزی خیال دو الگ الگ چیزیں ہیں لیکن ان کا آپس میں تعلق اتنا گہرا ہے کہ بعض اوقات موضوع اور مرکزی خیال کو ایک ہی چیز سمجھ لیا جاتا ہے۔۔۔۔

مثلا اگر کسی لکھاری نے امام غزالی پہ لکھنا ہے تو اس کا موضوع امام غزالی ہی ہوں گے لیکن مرکزی خیالات مندرجہ ذیل چیزیں ہوں گی :::

امام غزالی کے ملفوظات،،امام غزالی کی زندگی کے مختلف ادوار،،امام غزالی اور یونانی فلاسفہ کا رد،،امام غزالی کی خدمات تصوف،،مشائخ کی نظر میں امام غزالی کا مقام،،امام غزالی کی فلسفہ پر خدمات۔۔۔

یہاں موضوع تو امام غزالی ہی ہیں لیکن ان کے کئی مرکزی خیالات آگے بنتے ہیں جیسا کہ اوپر آپ نے ملاحظہ کیا۔۔۔۔

سوال::: اگر لکھاری کچھ نیا لکھنا چاہتا ہے اور اس کے ذہن میں کوئی موضوع نہیں آرہا تو اسے کیا کرنا چاہیے؟؟؟

جواب::: لکھاری کو چاہیے کہ خارجی وسائل کی جانب متوجہ ہو،، مثلا:::

صاحب علم لوگوں سے گفتگو کرے،، باتوں باتوں میں ہی اسے کثیر موضوعات مل جائیں گے۔۔۔۔

اپنے روز مرہ کے معاملات میں غور و فکر اور سوچ و بچار کرے تو اس کے سامنے کئی ایسے موضوعات آئیں گے جن پہ قلم لکھنا شروع کردے گا۔۔۔۔۔

مارکیٹ میں آنے والے ماہنامے، ہفتہ وار رسالوں کو پڑھے تو ان شاء اللہ عزوجل اسے کبھی بھی موضوعات کی کمی کا شکوہ نہیں ہوگا۔۔۔۔۔

سوال::: موضوع منتخب کرنے کے اصول بیان کریں۔۔۔

جواب::: موضوع منتخب کرنے کے لیے پہلے سے کئی چیزوں کو مدنظر رکھنا چاہیے۔۔۔۔

دلچسپی انتہائی اہم چیز ہے،، موضوع منتخب کرنے سے پہلے رائٹر کو دیکھ لینا چاہیے کہ کیا وہ اس میں دلچسپی رکھتا ہے یا نہیں؟؟؟ اگر دلچسپی رکھتا ہے تو لکھے ورنہ نہ لکھے۔۔۔۔۔

کوشش کرکے کوئی نیا موضوع تلاش کرے،، اگر وہ ایسا موضوع منتخب کرے گا جس پہ پہلے سے کئی کتب موجود ہوں گی تو وہ کامیاب نہیں بن سکے گا لہذا یا تو نیا موضوع تلاش کرنا چاہیے یا پرانے موضوع پہ اس جہت سے کام کرے کہ ایسا کام پہلے کسی نے کیا نہ ہو۔۔۔۔۔

موضوع منتخب کرنے سے پہلے اس کی حد بندی کر لینی چاہیے ورنہ اس کو اختتام کی طرف لانا مشکل ہو جائے گا۔۔۔۔۔

سوال::: بزرگان دین کی تحریری خدمات کو کتنی اغراض کے تحت بیان کیا جا سکتا ہے؟؟؟

جواب::: بزرگانِ دین کی تحریری خدمات کو سات اغراض کے تحت بیان کیا جا سکتا ہے:::

(1)کوئی جدید کتاب لکھنا

مصنف ایسی کتاب لکھتا ہے کہ اس جیسی پہلے کسی نے نہیں لکھی ہوتی مثلا:::موطاامام مالک

(2)نامکمل کتاب کو مکمل کرنا

بعض اوقات مصنف کتاب مکمل کرنے سے پہلے انتقال کر جاتا ہے اور بعد میں کوئی اور اس کی کتاب کو مکمل کرتا ہے مثلا:::علامہ امجد علی اعظمی بہار شریعت کی تکمیل سے پہلے انتقال کر گئے تھے لیکن ان کے شاگردوں نے اسے مکمل کیا۔۔۔۔

(3)مشکل کتاب کی شرح کرنا

کوئی عالم مختصر کتاب یا متن تحریر فرماتے ہیں بعد میں وہ خود یا کوئی اور عالم اس متن کی تشریح کر دیتے ہیں مثلا:::شیخ علاؤالدین محمد بن علی نے شیخ شمس الدین محمد بن عبداللہ کے بہترین متن """تنویر الابصار""" کی شرح فرمائی اور اس کا نام """در مختار""" رکھا۔۔۔۔۔

(4)لمبی کتاب کو مختصر کرنا

کوئی ایک عالم لمبی کتاب لکھتے ہیں بعد میں وہ خود یا کوئی دوسرے عالم اسی طویل کتاب کو مختصر کر دیتے ہیں مثلا:::صاحب لسان العرب """محمد بن منظوم افریقی""" کے بارے میں آیا ہے کہ ان کے سامنے ادب کی کتب میں سے جو بھی کتاب آتی اس کا اختصار فرما دیتے۔۔۔۔۔

(5)کسی ایک مسئلہ پہ مواد جمع کر کے کتاب مرتب کرنا

بعض اوقات کوئی عالم دین کسی ایک مسئلہ پہ مختلف کتب سے مواد لے کر ایک علیحدہ کتاب بنا دیتے ہیں مثلا:::امیر اہلسنت نے غیبت کے بارے میں مختلف جگہوں سے مواد اکٹھا کیا اور """غیبت کی تباہ کاریاں""" نامی کتاب لکھ دی۔۔۔۔

(6)بکھرے ہوئے مواد کو ترتیب دے کر کتاب مرتب کرنا

بعض اوقات کوئی عالم کتاب لکھتا ہے اور اس میں جان بوجھ کر یا بغیر قصد کے مواد کی ترتیب نہیں لگاتے بلکہ تقدیم وتاخیر پائی جاتی ہے پھر کوئی دوسرا عالم اسے مرتب کر دیتا ہے مثلا:::شیخ عبداللہ بن محمد حارثی نے امام اعظم کی مرویات کو """مسند الکبیر""" کے نام سے جمع کیا۔۔۔۔

(7)مصنف کے تسامحات کی نشاندھی کرنا

بعض اوقات مصنف سے کتاب میں تسامحات واقع ہوتے ہیں لیکن بعد میں کوئی دوسرا عالم اس کی تصحیح کر دیتا ہے تاکہ کتاب سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔۔۔۔

سوال::: تصنیف اور تالیف میں کیا فرق ہے؟؟؟

جواب::: تصنیف اس کتاب کو کہتے ہیں جو مصنف کی اپنی تحقیقات اور کلام پر مشتمل ہو جبکہ تالیف وہ کتاب ہوتی ہے جس میں کثیر چیزوں کو اس طرح جمع کر دیا جائے کہ ان سب پر ایک ہی نام کا اطلاق کیا جاسکے۔۔۔۔

سوال::: لکھنے سے پہلے اپنے قارئین کا تعین کرنے کا کیا فائدہ ہوتا ہے؟؟؟

جواب::: اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ لکھاری کا تحریری لب ولہجہ مخصوص ہو جاتا ہے اور وہ اپنے قارئین کے اعتبار سے مخصوص دلائل دیتا ہے۔۔۔

سوال::: قارئین کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں؟؟؟

جواب::: قارئین کی دو اقسام ہیں:::

(1)اجتماعی قارئین

وہ لوگ جن کے سامنے تحریر پڑھی جائے گی اگرچہ یہ تحریر پڑھنے والا شخص ایک ہی ہوگا باقی اس کے سننے والے ہوں گے لیکن وہ بھی قاری کے درجے میں شمار کیے جائیں گے لہذا مجمع کا تعین کرنا ضروری ہے مثلا مجمع میں ساری عوام بیٹھی ہو یا کسی کانفرنس میں پڑھا جانے والا مقالہ ہو یا مجمع مذہبی لوگوں پر مشتمل ہو یا کسی خاص طبقے کے لوگوں پر مشتمل ہو یا کسی تعلیمی ادارے کے طلبہ پر مشتمل ہو۔۔۔

(2)انفرادی قارئین

یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو کسی کتاب کو باقاعدہ پڑھنے کے ارادے سے اٹھاتے ہیں اگر انہیں ایک دفعہ کسی لکھاری کی تحریر اچھی لگ جائے تو وہ دوسروں کو بھی اسے پڑھنے کی ترغیب دلاتے ہیں یوں وہ لکھاری ایک کامیاب مصنف بن جاتا ہے۔۔۔

انفرادی قارئین تین طرح کے ہوتے ہیں:::

کتابیں پڑھنے والے

جرائدورسائل پڑھنے والے

روزنامے پڑھنے والے

اب ان میں مزید تقسیم یہ ہوسکتی ہے کہ ہوسکتا ہے وہ کسی مدرسہ کے طالب علم ہوں یا یونیورسٹی کے۔۔۔۔۔

اگر لکھاری ان تمام چیزوں کو مدنظر رکھ کر لکھے گا تو اس کی تحریر ضرور کامیاب ہوگی۔۔۔۔

سوال::: اسلوب تحریر کی اہمیت بیان کریں۔۔۔

جواب::: تحریر میں اسلوب کا انتہائی اہم کردار ہے اس کے ذریعے لکھاری اپنے پڑھنے والے کے دل کو مسخر کرلیتا ہے اگر اسلوب بہترین ہوگا تو تحریر جاندار اور شاندار ہوگی لیکن اگر اسلوب درست نہیں ہوگا تو تحریر بے روح ہوکر رہ جائے گی۔۔۔

لکھاری کو چاہیے کہ موقع مناسبت کے اعتبار سے اپنی تحریر میں اشعار، محاورات، استعارات کا استعمال کرتا رہے تاکہ قاری کی دلچسپی برقرار رہے۔۔۔۔

سوال::: اسلوب تحریر کی تشکیل اور بیانی عناصر پہ تفصیلا نوٹ لکھیں۔۔۔۔

جواب:::

اسلوب تحریر کی تشکیل::: تحریر لکھنے سے پہلے اس کا خاکہ بنالینا ضروری ہے تاکہ لکھنے والا ذہنی تھکاوٹ سے محفوظ رہے اسے چاہیے کہ کتاب لکھنے سے پہلے اسے یہ چیز معین کرلینی چاہیے کہ یہ کتاب کس موضوع پہ لکھے گا کتنی مدت میں لکھے گا اور اس کتاب کا حجم کتنا ہوگا؟؟؟

عام طور پر کتاب کے دو خاکے بنانے کی ضرورت پیش آتی ہے:::

پہلا خاکہ ::: موضوع پر معلومات جمع کرنے سے پہلے ایک خاکہ بنایا جائے گا اور اسی کے مطابق اس موضوع پر معلومات اکٹھی کی جائیں گی یہ خاکہ لکھنے والے کو معلومات تلاش کرنے میں مدد دے گا اور غیر متعلقہ معلومات جمع کرنے سے محفوظ رکھے گا۔۔۔

دوسرا خاکہ ::: معلومات جمع کرنے کے بعد ایک دوسرا خاکہ بنایا جائے گا اور اسی کے مطابق کتاب کو لکھا جائے گا اس میں مندرجہ ذیل امور کا لحاظ رکھنا مفید ہے:::

لکھاری کو چاہیے کہ مواد جمع کرنے کے بعد اور فائنل خاکہ بنانے سے پہلے کم از کم دو سینیئر مصنفین سے اس کے بارے میں مشورہ کر لے،، ضروری نہیں کہ پہلے خاکے میں جتنی معلومات جمع کی ہیں سب کو لکھا جائے بلکہ کتاب کے حجم اور تکمیل کی مدت کو مد نظر رکھ کر فائنل خاکہ بنایا جائے،، یہ دیکھ لیا جائے کہ کس موضوع پہ کتنا لکھنا مفید رہے گا یہ نہ ہو کہ وہ موضوع جو محض دو صفحوں میں آسکتا ہو اس کے اوپر کئی باب لکھ دیے جائیں،، اپنے قارئین کو مد نظر رکھا جائے۔۔۔۔

اسلوب تحریر کے بیانی عناصر::: اسلوب تحریر کے تین بیانی عناصر ہوتے ہیں

(1) ایک خوبصورت اسلوب کے لیے مصنف کا ایک بہترین مصنف ہونا ضروری ہے۔۔۔ مصنف کا تحریر لکھنے کا انداز ایسا ہونا چاہیے کہ وہ اسے دوسرے مصنفین سے ممتاز کر دے اعلی حضرت نے اسلام کی تشریحات کا جو خوبصورت اسلوب اپنایا وہ آج تک کسی نے نہیں اپنایا مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب کو دیکھ لیا جائے تو ان کی تحریر پڑھنے والے کو مسحور کر دیتی ہے۔۔۔۔

(2) انسانی رویہ

لکھنے والے کو چاہیے کہ وہ اچھی صحبت میں بیٹھے تاکہ تحریر پر بھی اس کا اثر ہو اسے چاہیے کہ اپنے آپ کو حسد تکبر اور ان جیسی دیگر برائیوں سے بچائے تاکہ اس کی تحریر فائدہ مند اور اثر انداز ہو سکے۔۔۔

(3) الفاظ و خیال

مصنف کو چاہیے کہ وہ جامع و مانع تحریر لکھے،، ایسے الفاظ کا چناؤ کرے جو پڑھنے والے کو مفید معلومات دے سکیں اگر یوں ہی وہ اپنی تحریر میں آسان سادہ الفاظ استعمال کرتا رہے گا تو ایک دن انشاء اللہ اس کے اسلوب کی پہچان بن جائے گی۔۔۔۔

سوال::: ابتدائی مصنفین کو بہترین اسلوب اپنانے کے لیے کیا طریقے اختیار کرنے چاہیے ؟؟؟

جواب::: اس کے دو طریقے ہیں:::

(1)ابتدائی مصنفین کو چاہیے کہ وہ تحریر لکھ کر کسی ماہر استاد صاحب کو چیک کروائیں تاکہ وہ فن تحریر کی ہر جہد سے اس کی تحریر کو پرکھیں اور اس میں غلطیوں کی نشاندہی کریں۔۔۔۔

(2)دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اپنے من پسند رائٹر کا مضمون پڑھا جائے ایک دفعہ مضمون سے ہم آہنگی کے لیے اس کا مطالعہ کیا جائے اور دوسری مرتبہ اس رائٹر کے استعمال کردہ محاورات، دلچسپ تراکیب وغیرہ کو الگ صفحے پر لکھ لیا جائے اور پھر اسی مصنف کی کاپی کرتے ہوئے اپنا ایک علیحدہ مضمون لکھے یوں بار بار یہ کوشش کرنے سے نیا لکھاری انشاءاللہ صاحب اسلوب مصنفین کی صف میں شامل ہو جائے گا۔۔۔۔

((دوسری فصل))

((دوران تحریر))

سوال::: تحریر میں ذخیرہ الفاظ کی کیا اہمیت ہے؟؟؟

جواب::: ذخیرہ الفاظ کے بغیر تحریر لکھنے کی کوشش ایسے ہے جیسے بغیر انجن کے ریل گاڑی چلانا،، اگر لکھاری کے پاس ذخیرہ الفاظ نہیں ہو گی تو وہ کبھی بھی متاثر کن تحریر نہیں لکھ سکے گا۔۔۔۔

سوال::: ذخیرہ الفاظ جمع کرنے کے طریقوں پہ مختصر اً نوٹ لکھیں۔۔۔

جواب::: اس کے کئی طریقے ہیں:::

مطالعہ کرنے سے الفاظ کا ذخیرہ جمع ہو سکتا ہے،، جب انسان مطالعہ کرے گا،، دلچسپ ناول اور سفر نامے پڑھے گا تو اس کے پاس الفاظ کا ذخیرہ خود بخود ہی جمع ہوتا جائے گا،، لیکن کون سی کتب پڑھنی ہیں اس کے لیے اپنے اساتذہ سے ضرور رہنمائی لے۔۔۔۔

قاری کو حیرت میں ڈالنے کے لیے رائٹر کو چاہیے کہ علماء کے بیانات سنے اور نئے نئے الفاظوں کو اپنی تحریر میں استعمال کرے۔۔۔۔۔

الفاظ کے مجموعے میں اضافہ کرنے کا ایک بہترین طریقہ یہ ہے کہ بزرگوں کی صحبت اختیار کی جائے کیونکہ اس عمر میں زبان پختہ ہو چکی ہوتی ہے اور خیالات یقین کی منزل پا چکے ہوتے ہیں نیز ان کے الفاظ بھی زیادہ فصیح ہوتے ہیں۔۔۔

سوال::: تحریر کو پر رونق بنانے کے لیے کیسے الفاظ استعمال کرنے چاہیے اور کن الفاظ سے بچنا چاہیے؟؟؟

جواب::: ایسے الفاظ استعمال کرنے چاہیے جو رائج الوقت ہوں اور ان سے بات کا مفہوم اچھی طرح سمجھ آسکے،، غیر مانوس، قدیم اور متروک الفاظ کو استعمال کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔۔۔۔۔

سوال::: تحریر میں تنوع کا پایا جانا کس چیز پہ دلالت کرتا ہے؟؟؟

جواب::: تحریر میں تنوع کا پایا ایک خوبی ہے اور یہ اس بات پہ دلالت کرتا ہے کہ لکھاری کے پاس الفاظ کا ایک بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے اور وہ بات کو کئی انداز سے کرنے کا فن جانتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: نئی اصطلاح کی وضاحت کرنے کے معروف طریقے تحریر کریں۔۔۔

جواب::: نئی اصطلاح کی وضاحت کے لیے تین طریقے معروف ہیں:::

(1) اگر جملے میں قابل وضاحت اصطلاح آجائے تو اس کی وضاحت لکھ دی جائے اور یہ وضاحت قوسین ((بریکٹ)) یا کوماز "" میں کی جائے۔۔۔۔

(2) حاشیہ میں وضاحت کر دی جائے۔۔۔

(3) اس سے اگلے جملے میں وضاحت کر دی جائے۔۔۔۔۔

سوال::: تحریر میں جملہ طویل ہونا چاہیے یا مختصر؟؟؟

جواب::: اس بات کا کوئی متفقہ اصول نہیں ہے بعض مفہوم طویل جملوں کا تقاضا کرتے ہیں جبکہ بعض مختصر جملوں میں سما جاتے ہیں،، پس موقع مناسبت کے اعتبار سے جملوں کو طویل یا مختصر کرنا چاہیے۔۔۔۔

سوال::: پیراگراف کی تعریف کریں۔۔۔ نیز یہ واضح کریں لمبا پیراگراف زیادہ بہتر رہے گا یا مختصر پیراگراف؟؟؟

جواب::: ایک ہی مفہوم کی وضاحت کے لیے چند جملوں پہ مشتمل مجموعہ پیرا گراف کہلاتا ہے۔۔۔۔

لمبے پیرا گراف کے مقابلے میں مختصر پیرا گراف زیادہ بہتر ہے لیکن پھر بھی موقع مناسبت کے اعتبار سے پیرا گراف کو لمبا یا مختصر کرنا چاہیے۔۔۔۔۔

سوال::: قارئین کو اپنی طرف متوجہ رکھنے کے لیے لکھاری کو کن چیزوں کا لحاظ رکھنا چاہیے ؟؟؟

جواب::: لکھنے والے کو چاہیے کہ ""کوزے میں دریا بند کردے ""یعنی انتہائی مختصر جملوں میں لمبا مفہوم سمیٹ دے لیکن اس کے لیے قاری کا ذہن بلند ہونا چاہیے کیونکہ اختصار کو وہی سمجھ سکے گا جس کا ذہن ایک خاص درجے تک بلندی رکھتا ہوگا۔۔۔۔۔

تحریر میں مزاح کا عنصر بھی شامل کردیا جائے تو بہت بہتر رہے گا کیونکہ اس سے تحریر کو چار چاند لگ جائیں گے لیکن اس کے لیے لکھاری کی مزاح والی حس کا تیز ہونا ضروری ہے۔۔۔۔۔۔

تحریر میں کسی چیز کی منظر نگاری کرنا قاری کی دلچسپی کو برقرار رکھتا ہے لہذا کالم نگار کو چاہیے کہ اپنی تحریر میں کسی چیز کی منظر نگاری ضرور کرے، تشبیہات واستعارات کا استعمال کرے۔۔۔۔

منظر نگاری عام طور پر دو طرح سے کی جاتی ہے:::

(1) کسی واقعے یا فرضی کہانی منظر نگاری کرنا جس طرح علامہ ارشد القادری صاحب نے اعلیٰ حضرت کے دعوت میں جانے کی منظر نگاری کی۔۔۔۔۔

(2)منظر نگاری کسی واقعے یا نظریہ کو پختہ کرنے کے لیے بھی کی جاتی ہے مثلا اگر مخاطب کو یہ سمجھانا ہو کہ بارش ہورہی ہے تو سادہ سا جملہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ ""بارش ہورہی ہے ""لیکن نظریہ یہ خیال تب پختہ ہوگا جب منظر نگاری کے ذریعے اس کو بیان کیا جائے گا جیسا کہ کتاب میں بیان ہوا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: تحریر میں آغاز واختتام کے متعلق کتنی اور کون سی باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے ؟؟؟

جواب::: بیس سے تیس الفاظ میں مضمون کی ابتداء ہونی چاہیے،، لمبے مضمون کا تعارف دو سے تین پیرا گراف میں ہو کوئی بھی مضمون چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا اس کی تمہید مضمون کے تین سے پانچ فیصد حصے پہ مشتمل ہو زیادہ لمبی تمہید نہیں ہونی چاہیے۔۔۔۔۔

مضمون کے آخری جملے اس طرح کے ہونے چاہیے کہ قاری خود کو ذہنی طور پر تیار کر لے کہ اب مضمون اپنے اختتام کی جانب جا رہا ہے۔۔۔۔۔

تحریر کے آخر میں اپنی بحث کا نتیجہ ضرور نکالے۔۔۔

سوال::: ذیلی سرخیوں کی تحریر میں کیا اہمیت ہے؟؟؟ نیز ذیلی سرخیاں لگانے کے حوالے سے لکھاری کی رہنمائی کے لیے چند ضروری نکات بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: ذیلی سرخیاں قاری کو اس جانب متوجہ کرتی ہیں کہ یہاں سے نیا عنوان شروع ہونے جا رہا ہے۔۔۔۔

لکھاری کو چاہیے کہ ہر نئے عنوان پہ ذیلی سرخی لگائے بشرطیکہ وہ عنوان 100 سے 150 الفاظ پہ مشتمل ہو۔۔۔

ہر وہ ذیلی عنوان جو 500 سے 700 الفاظ پہ مشتمل ہو اس پہ کم از کم ایک ذیلی سرخی ہونی چاہیے۔۔۔۔

محرر کو چاہیے کہ تحریر لکھنے کے دوران ہی سرخیاں قائم کرتا جائے ورنہ بعد میں مشکل ہو جائے گا۔۔۔۔

((تیسری فصل))

((تحریر کے بعد))

سوال::: تحریر کا آخری مرحلہ کون سا ہے؟؟؟ نیز اس کی اہمیت واضح فرمائیں۔۔۔

جواب::: تحریر کا آخری مرحلہ پروف ریڈنگ ہے اور یہ انتہائی ضروری ہے کیونکہ یہ بات ممکن نہیں کہ پہلی دفعہ کوئی تحریر لکھی جائے اور اس میں کوئی غلطی نہ پائی جائے۔۔۔۔۔

سوال::: پروف ریڈنگ کے مقاصد بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: پروف ریڈنگ کے کئی مقاصد ہوتے ہیں:::

الفاظ کی نوک پلک اور استعمال کی درستگی

املا کے قواعد اور رموز او قاف کی جانچ

غیر ضروری چیزوں کو خارج کرنا

جملوں کے باہمی ربط کو دیکھنا

استعارات کے استعمال کی درستگی

سوال::: پروف ریڈنگ کے کتنے اور کون سے مراحل ہیں؟؟؟

جواب::: اس کے تین مراحل ہیں:::

(1) پہلے مرحلے میں لکھاری خود پڑھے اور اس میں زیادہ سے زیادہ غلطیاں تلاش کرے۔۔۔۔

(2) پہلے مرحلے میں آنے والی غلطیوں کو درست کر کے دوسرے مرحلے میں لفظی غلطیوں کو درست کرنے کی کوشش کرے،، عبارت کو الٹی جانب سے پڑھے۔۔۔۔۔

(3) تیسرے مرحلے میں تحریر کا پرنٹ نکال کر پروف ریڈنگ کی جائے اور کسی ماہر پروف ریڈر سے کروائی جائے۔۔۔۔

سوال::: مصنف نے پروف ریڈنگ پہ کون سے مشورے دیے ہیں؟؟؟

جواب::: مصنف نے دو اہم مشورے دیے ہیں:::

(1) تحریر لکھنے کے کچھ عرصے بعد پروف ریڈنگ کی جائے۔۔۔۔۔

(2) پہلی پروف ریڈنگ میں آنے والی غلطیوں کو درست کرنے کے بعد یہ تحریر جس طبقے پہ لکھی گئی ہے اس طبقے کے کسی فرد کو پڑھائی جائے۔۔۔۔۔

سوال::: کیا انسان کو اپنی تحریر کو بہترین سمجھنا چاہیے؟؟؟

جواب::: جی نہیں کیونکہ اگر وہ بہترین سمجھے گا تو پھر اس میں مزید عمدگی پیدا نہیں ہو سکتی۔۔۔۔۔